پروفیسر طاہر ہاشمی کی علمی خیانتیں

مرتب

محمد اسامہ حنفی

تقریظ

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

تقریظ

وکیل احناف مفتی محمد انور اوکاڑوی حفظہ اللہ

النعمان

نام: پروفیسر طاہر ہاشمی کی علمی خیانتیں

مرتب: محمد اسامہ حنفی

ناشر: **النعمان**

بارِ اشاعت: اوّل

سنِ اشاعت : 2020ء/1441ھ

ملنے کا پتا : 0321-5393001

[Website: DifaAhleSunnat.com]

فہرست

انتساب 8

تقریظ: حضرت مولانا محمد الیاس گھمن مدظلہ العالی 9

تقریظ: حضرت مفتی محمد انور اوکاڑوی مدظلہ العالی 12

آغازِ سُخن 14

پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی کا تعارف : 15

کچھ زیرِ نظر تحریر کے بارے میں: 16

خیانت نمبر (1) : 18

تبصرہ: 18

خیانت نمبر (2) : 20

تبصرہ: 21

خیانت نمبر (3): 22

تبصرہ: 23

خیانت نمبر (4) : 24

تبصرہ: 24

خیانت نمبر (5) : 27

[Website: DifaAhleSunnat.com]

تبصرہ :.. 28

مشاجراتِ صحابہ میں صواب و خطا کا حکم :........................ 28

مشاجراتِ صحابہ کے تذکرے اور بیان کا حکم :...................... 30

ضروری وضاحت :.. 32

خیانت نمبر (6) :.. 33

تبصرہ :.. 33

خیانت نمبر(7) :.. 34

تبصرہ :.. 35

خیانت نمبر (8) :.. 36

تبصرہ :.. 36

خیانت نمبر (9) :.. 36

تبصرہ :.. 36

خیانت نمبر (10) :.. 38

تبصرہ :.. 38

خیانت نمبر (11) :.. 39

تبصرہ :.. 39

خیانت نمبر (12) :.. 40

تبصرہ :.. 40

خیانت نمبر (13) : 41

تبصرہ :.. 41

خیانت نمبر (14) : 42

تبصرہ :.. 42

خیانت نمبر (15) : 44

تبصرہ :.. 45

خیانت نمبر (16) : 45

تبصرہ :.. 46

خیانت نمبر (17) : 47

تبصرہ :.. 47

خیانت نمبر (18) : 47

تبصرہ :.. 48

خیانت نمبر (19) : 48

تبصرہ :.. 48

خیانت نمبر (20) : 51

تبصرہ :.. 51

خیانت نمبر (21) : 52

تبصرہ:.. 52

[Website: DifaAhleSunnat.com]

خیانت نمبر (22) : 54

تبصرہ :..................................... 55

خیانت نمبر (23) : 58

تبصرہ :..................................... 59

خیانت نمبر (24) : 60

تبصرہ :..................................... 62

خیانت نمبر (25) : 63

تبصرہ :..................................... 64

خیانت نمبر (26) : 65

تبصرہ :..................................... 66

خیانت نمبر (27) : 66

تبصرہ :..................................... 66

خیانت نمبر (28) : 67

تبصرہ :..................................... 67

خیانت نمبر (29) : 68

تبصرہ :..................................... 68

خیانت نمبر (30) : 68

تبصرہ :..................................... 68

[Website: DifaAhleSunnat.com]

خیانت نمبر (31) : 71

تبصرہ :.. 72

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام یزید کا خط: 72

حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا یزید کو دندان شکن جواب : .. 73

خیانت نمبر (32) : 76

تبصرہ :.. 76

خیانت نمبر (33) : 77

تبصرہ :.. 78

آخری گزارش.. 79

تبصرہ :ماہ نامہ ''الخیر'' (ملتان).................................. 81

تبصرہ :ماہ نامہ ''لولاک'' (ملتان)................................ 82

انتساب

عالمِ اسلام کی عظیم روحانی و نظریاتی شخصیت، مسلکِ اہل السنۃ والجماعۃ احناف دیوبند کے عالمی وکیل اور ترجمان، سیدی و مرشدی، استاذِ گرامی

امیر : عالمی اتحاد اہل السنۃ و الجماعۃ

سرپرست : مرکز اہل السنۃ و الجماعۃ سرگودھا

چیف ایگزیکٹو : احناف میڈیا سروسز

کے نام

جن کی ہمہ جہت شخصیت ہر سنی حنفی دیوبندی کے لیے قابلِ تقلید اور باعثِ افتخار ہے ۔

☆-----☆-----☆

[Website: DifaAhleSunnat.com]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد الیاس گھمن

Molana Muhammad Ilyas Ghumman

Cell:0300-4677615

E-mail: ilyasghumman@gmail.com

www.ahnafmedia.com

سرپرست خانقاہ و مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا ● امیر عالمی اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ ● چیف ایگزیکٹو احناف میڈیا سروسز

تقریظ وتائید بر کتاب

”پروفیسر طاہر ہاشمی کی علمی خیانتیں“

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالی کے نازل کردہ دین ؛ دینِ اسلام کی بنیادی خوبی اعتدال ہے۔یہ ہر قسم کے افراط و تفریط سے پاک دین ہے۔یہ خوبی دین اسلام کے عقائد و نظریات ، احکام و مسائل اور مقتدر شخصیات سب میں قدر مشترک ہے۔اگر عقائد و نظریات میں افراط و تفریط کی جائے تو معاملہ کفر اور بے دینی تک پہنچتا ہے۔احکام و مسائل میں افراط وتفریط کی جائے تو معاملہ الحاد و بدعت تک جا پہنچتا ہے اور اگر افراط و تفریط اسلام کی مقتدر شخصیات کے بارے میں ہو تو معاملہ سبائیت ، خارجیت ، رافضیت اور ناصبیت تک جا پہنچتا ہے۔

علمائے اسلام نے دین اسلام کے عقائد و نظریات ، احکام و مسائل اور مقتدر شخصیات سب کے بارے میں اعتدال کا نہ صرف درس دیا ہے بلکہ افراط و تفریط کرنے والوں کو دلائل کی روشنی میں جوابات بھی دیے ہیں۔

دورِ حاضر میں بعض لوگ براہِ راست اسلام کے عقائد و نظریات اور احکام و مسائل پر حملہ آور ہیں جبکہ بعض لوگ براہِ راست تو عقائد و نظریات اور احکام و مسائل پر حملہ نہیں کرتے لیکن اسلام کی مقتدر شخصیات کو طعن و

تشنیع اور تنقیص و تنقید کا نشانہ بناتے ہیں نتیجتاً جب شخصیات مجروح ہو جاتی ہیں تو ان شخصیات کے قول و عمل کو مشکوک قرار دینے میں دیر نہیں لگتی۔

اس لیے جیسے اسلام کے عقائد و نظریات اور احکام و مسائل کی حفاظت ضروری ہے اسی طرح مقتدر شخصیات کو فرقِ مراتب اور اعتدال کے ساتھ ماننا اور ان کی طرف افراط و تفریط کی نسبتیں ختم کرنا بھی ضروری ٹھہرتا ہے۔

موجودہ دور میں جن بعض گمراہ لوگوں نے اسلام کی مقتدر شخصیات بالخصوص صحابہ و اہلِ بیت کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو افراط و تفریط میں تقسیم کیا ہے ان میں ایک نام ریٹائرڈ پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی کا بھی ہے۔موصوف نے اہل السنۃ و الجماعۃ کی جلیل القدر شخصیات کی طرف خلیفہ عادل ، خال المسلمین حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جن بے سروپا باتوں کی نسبت کی ہے،حقائق اور دلائل کی روشنی میں کوئی با شعور آدمی اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔

ضرورت تھی کہ موصوف کی علمی خیانتوں ، تضاد بیانیوں اور بعید از حقائق باتوں کی نشاندہی کر کے عوام و خواص کو اس سے خبر دار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے عزیزم محمد اسامہ حنفی سلمہ اللہ کو جنہوں نے پروفیسر صاحب کی چند علمی خیانتوں کا پردہ چاک کیا ہے۔میں ان کے اس ذوق کی داد دیتا ہوں کہ انہوں نے احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کے لیے عمر رسیدگی کا انتظار کیے بغیر ایک تحقیقی کاوش کو آپ تک پہنچانے کی کوشش کی ہے۔اس سال انہوں نے مرکز اہل السنۃ و الجماعۃ سرگودھا میں درجہ ثانویہ خاصہ (رابعہ) پڑھا ہے۔اس سے قبل وہ مجھ سے دورہ تحقیق المسائل بھی کر چکے ہیں۔ عزیزم کا اصلاحی تعلق بھی مجھ سے ہے۔

کتاب کے سببِ تالیف کے حوالے سے ایک واقعہ ذکر کرنا ضروری

[Website: DifaAhleSunnat.com]

معلوم ہوتا ہے :

ایک بار عزیزم محمد اسامہ مجھے کہنے لگے :

’’جب ناصبی طبقہ بھی مماتی فرقے کی طرح خود کو دیوبندی کہہ کر دھوکہ دیتا ہے اور اپنے باطل افکار کی اشاعت دیوبندیت کا لیبل لگا کر کرتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ اسے اس انداز میں بے نقاب نہیں کیا جاتا جس انداز میں حیات النبی صلی اللہ علیہ و سلم کے منکرین کو کیا جاتا ہے ؟‘‘

اس پر میں نے ان سے ازراہِ محبت یوں کہا کہ

’’ کیا سارے کام ہم ہی کو کرنے ہیں ؟ آپ تیاری کریں اور بسم اللہ کریں ۔‘‘

میرے اس درد کو انہوں نے روایتی جواب سمجھ کر چھوڑ دینے کے بجائے اسے اپنے قلب و فکر میں جگہ دی اور اس موضوع پر کام کرنا شروع کیا۔الحمد للہ مرکز کے بعض اساتذہ کی رہنمائی میں انہوں نے مختصر وقت میں مختصر کتاب ترتیب دی ہے۔یہ ان کی پہلی کاوش ہے جو یقیناً قابلِ داد ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کاوش کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے ، ان کے لیے اور کتاب کے قارئین کے لیے ذریعہ ہدایت و نجات بنائے۔ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد !

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محتاجِ دعا

محمد الیاس گھمن

2020-06-21ء

[Website: DifaAhleSunnat.com]

تقریظ

وکیلِ احناف مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی

حفظہ اللہ تعالیٰ

رئیس : شعبہ تخصص فی الدعوۃ و الارشاد جامعہ خیر المدارس ملتان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

حامدا و مصلیا و مسلما ۔ اما بعد!

اس وقت عوام میں یہ بہت شور ہے کہ علماء میں اور دین میں اتنا اختلاف کیوں ہے ؟ عوام کو یہ سمجھنا چاہیے کہ اختلاف وہ ڈالتا ہے جو نیا عقیدہ یا نیا عمل ایجاد کرے ۔ اس اصول کی بنا پر حق و باطل میں نکھار ہو جاتا ہے۔

بہت سے فرقے پاکستان بننے کے بعد معرضِ وجود میں آئے ۔ ان میں سے ایک فرقہ حامیانِ یزید کا ہے جس کے بانی محمود احمد عباسی نے پاکستان بننے کے بعد کراچی سے خلافتِ معاویہ و یزید نامی کتاب لکھی جس میں اکابر کے متواتر اور معروف مسلک ''فسقِ یزید'' کے خلاف یزید کو خلیفہ راشد بنانے کی کوشش کی گئی۔اگر چہ اس کتاب پر پابندی لگ گئی مگر اس کی روحانی ذریت امت کو اکابر سے متنفر کرنے کے لیے آئے دن کوئی نہ کوئی کتاب شائع کرتی رہتی ہے ، جس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ لوگ اکابر سے ابتداءً بد گمان اور پھر ان کے حق میں بد زبان بن جاتے

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ہیں ، جب ان سے اعتماد اٹھ جاتا ہے تو ان کے لائے ہوئے پورے دین سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔

اسی سلسلے کی ایک کڑی پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی کی کتب ہیں۔عزیزی محمد اسامہ حنفی نے اس کی دو کتابوں سے اس کی علمی خیانتوں کو طشت از بام کیا ہے تاکہ لوگ اس پر اعتماد کر کے اعتماد علی السلف کی نعمت سے محروم نہ ہو جائیں۔اللہ تعالیٰ اس کو مصنف کے لیے سعادتِ دارین ، عوام کے لیے استقامت علیٰ الحق اور اہلِ زیغ کے لیے ہدایت کا ذریعہ بنائیں۔آمین

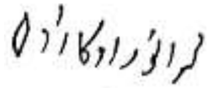

2020-06-21ء

[Website: DifaAhleSunnat.com]

آغازِ سُخن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ وحدہ و الصلوٰۃ و السلام علیٰ من لا نبی بعدہ۔ اما بعد!

آج امتِ مسلمہ اپنی تاریخ کے انتہائی نازک دور سے گزر رہی ہے۔ مسلمان ہر سو کسمپرسی کے عالم میں ہے۔کوئی اس کی جان کا دشمن ہے تو کوئی اس کے ایمان کے درپے ہے۔کہیں دجالی قوتیں طاغوتی لشکروں کی شکل میں اس کی جان پر حملہ آور ہیں اور کہیں ان کے (دانستہ و غیر دانستہ) سہولت کار، محققین و اسکالرز کے بھیس میں رہبر نما رہزن بن کر اس کے ایمان میں رخنہ اندازی کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں چنانچہ تحقیق کے نام پر تشکیک 1 فیشن بن چکا ہے۔ ہر کس و نا کس محقق بن کر خوش نما اور پر کشش عنوانات سے امت کے اجماعی عقائد و نظریات اور مسلّمہ حقائق و تصورات کا انکار کرنے میں لگا ہوا ہے۔

لعن اٰخر ھٰذہ الامۃ اولھا کی نبوی پیش گوئی کے مطابق ان تمام نام نہاد محققین میں یہ بات قدرِ مشترک ہے کہ امت کو کسی طرح اس کے 14 سو سالہ افرادی سرمائے سے متنفر کر دیا جائے۔ یہ سب امتِ مسلمہ کے اخلاف کو اسلاف سے برگشتہ 2 کرنے کی سر توڑ کوشش کرتے ہیں اور حق گوئی کے نام پر اکابر و اسلاف کے خلاف بد زبانی کو فروغ دیتے ہیں۔

نتیجتاً وہ لوگ جو ان کے پر فریب جال میں پھنس کر ایمان کے رکھوالوں سے بد گمان ہو جاتے ہیں، پکے ہوئے پھل کی طرح ان کی جھولیوں

---

1 - شکوک وشبہات پیدا کرنا۔

2 - دست بردار،بیزار۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

میں آ گرتے ہیں۔پھر یہ ضال و مضل 3 گمراہی کے جس گڑھے میں چاہیں ان کو دھکیل دیتے ہیں ۔

پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی کا تعارف :

ایسے ہی اسلاف بیزار نام نہاد محققین میں سے ایک ، حویلیاں کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب ، ریٹائرڈ پروفیسر جناب قاضی طاہر علی الہاشمی صاحب ہیں ۔ ان کی شب و روز کی محنت کا خلاصہ دفاعِ صحابہ کے نام پر اکابر اہل سنت کو گستاخِ صحابہ باور کرانا اور ان پر امت کے اعتماد کو ختم کرنا ہے ۔ موصوف ہر اس شخص کے خلاف بے دریغ زہر اگلتے ہیں جو انکے خود ساختہ ناموسِ صحابہ کے معیار سے ذرہ بھر بھی انحراف کر جائے ۔بھولے سے ہی کوئی نامور سنی عالم ان کی اس قلمی دہشت گردی سے بچ گیا ہو ، ورنہ موصوف اب تک کے تقریباً تمام سنی علماء کو ناقدینِ صحابہ اور سبائی پروپیگنڈے سے متاثرہ شخصیات کی صف میں شامل کر چکے ہیں ۔ اپنے انہی کارناموں کی بدولت وہ ناصبیت گزیدہ یزیدی حلقے میں عظیم محقق سمجھے جاتے ہیں لیکن اگر ان کی کتب کا غیر جانب دارانہ تجزیہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ

ہیں کواکب کچھ ، نظر آتے ہیں کچھ

موصوف محقق کے روپ میں درحقیقت ایک افسانہ ساز ہیں ۔ وہ اپنی تحریروں میں جا بجا کذب بیانی ، بہتان تراشی ، ہٹ دھرمی اور دجل و فریب سے کام لیتے نظر آتے ہیں ۔ عبارات کو توڑ مروڑ کر اور سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کرنا بریلی کے اعلیٰ حضرت کی طرح ان کی بھی عادت ہے ۔ اور

---

3 - خود گمراہ اور گمراہ کرنے والے۔

کیوں نہ ہو جبکہ 4 دونوں کے مشن میں بھی حیرت انگیز طور پر مماثلت دکھائی دیتی ہے ۔ اگر انہوں نے اپنی زندگی علماء حق کو عشقِ رسول ﷺ کے خود ساختہ ترازو میں تول کر گستاخِ رسول ثابت کرنے میں برباد کی تو موصوف بھی انہی علماء حق کو عظمتِ صحابہ رضوان اللہ علیھم اجمعین کے خود ساختہ معیار پر گستاخِ صحابہ باور کرانے میں اپنا جیون کھپا رہے ہیں ۔

کچھ زیرِ نظر تحریر کے بارے میں :

آئندہ صفحات میں ان کی کتب کا انہی کے بتائے ہوئے طریقے 5 سے مطالعہ کرنے والے ایک قاری کا بے لاگ اور بے باک تبصرہ پیش کیا گیا ہے اور ہر قاری اپنے زیرِ مطالعہ کسی بھی کتاب پر حقائق پر مبنی تبصرہ کرنے کا مکمل حق رکھتا ہے ۔ فی الحال یہ تبصرہ ہمارے پاس ان کی دو موجود کتب ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین'' اور ''سیدنا مروان بن الحکم --- شخصیت و کردار'' کے ان چیدہ چیدہ مقامات پر کیا گیا ہے جو بزبانِ حال اپنے قاری سے یہ کہہ رہے ہیں ۔

قیاس کن ز گلستانِ من بہار مرا

یوں تو ہر قاری کے ذہن میں دورانِ مطالعہ کتاب اور صاحبِ کتاب کے بارے میں مختلف زاویوں سے مختلف آراء قائم ہوتی رہتی ہیں لیکن چونکہ تحقیق کے نام پر تشکیک اور اکابر بیزاری کی لہر کا عدم مرعوبیت کی فضا میں سدِّباب کرنا آج امت کی ایک شدید ضرورت اور پر کشش عنوانات کا سہارا لے کر قوم کا اعتماد اسلاف کی گراں قدر علمی تحقیقات سے ختم کر کے اپنی بے سر و پا لفظی فریب کاریوں پر قائم کرنے والوں کے مبلغ علم کی حقیقت

---

4 - احمد سعید کاظمی (رضاخانی) کا شاگردِ رشید ہونے کی وجہ سے

5 - جوان کی کتاب ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین'' کے صفحہ 23 پر موجود ہے۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

امت کے سامنے آشکارا کرنا وقت کا ایک اہم تقاضا بن چکا ہے ، اسی لیے ہم ان آراء کو الفاظ کا جامہ پہنا کر حوالۂِ قرطاس کررہے ہیں تاکہ قارئین موصوف کے ''وسعتِ تحقیق'' اور ''تبحرِ علمی'' کا بآسانی اندازہ کر سکیں اور تحقیق کے لبادے میں پھیلائے جانے والے دجل و فریب سے بخوبی واقف ہو سکیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس پہلی تحریری کاوش کو قبول فرما کر ہمارے اور جملہ قارئین کے حق میں نافع فرمائے ، دین کے ضال و مضل نام نہاد علم برداروں سے ہماری حفاظت فرمائے اور ہم سب کو گمراہی سے بچا کر صراطِ مستقیم پر گامزن فرمائے ۔

آمین بجاہ خاتم المرسلین ﷺ

نوٹ:

1- یاد رہے کہ یہ ان کی کسی کتاب کا جواب نہیں ، لہٰذا اس کے جواب میں موصوف یا ان کے معتقدین یہ پروپیگنڈہ نہ کریں کہ فلاں الزام ، فلاں اعتراض ، یا فلاں سوال کا جواب نہیں دیا گیا ۔

2- اگر کسی کو ہمارا اندازِ تحریر موصوف کی ''جلالتِ شان'' کے شایانِ شان معلوم نہ ہوا ہو تو اس کے اطمینانِ قلب کے لیے عرض ہے کہ یہ طرز موصوف نے ہی امت کو دیا ہے جو ان کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے اور یہ سبق (حق گوئی کے معاملے میں خورد و کلاں[6] کی تمیز روا نہ رکھنا) قوم کو انہی کا پڑھایا ہوا ہے جو باعترافِ صد تقصیر انہیں سنایا جا رہا ہے ۔

---

6 - بڑے چھوٹے

[Website: DifaAhleSunnat.com]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خیانت نمبر (1) :

ہاشمی صاحب اپنی کتاب ''سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین''
کے آغاز میں لکھتے ہیں :

'' اس 7 ضمن میں اگرچہ اور بھی بڑے بڑے نام تاریخ میں
پائے جاتے ہیں لیکن

افسوس بے شمار سخن ہائے گفتنی
خوفِ فسادِ خلق سے ناگفتہ رہ گئے

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 12)

تبصرہ :

44 شخصیات کو بڑی شد و مد کے ساتھ (برعمِ خود) ناقدینِ معاویہ رضی اللہ عنہ کی صف میں کھڑا کرنے اور ان کی عبارات پر مفصل گفتگو کرنے والے ہاشمی صاحب کا مزید بڑے بڑے ناقدین کی موجودگی کا بلا دلیل دعویٰ کرنا یقیناً کذبِ محض اور افسانہ سازی سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا ۔ اگر بالفرض اس دعوے کو حقیقت پر مبنی تسلیم کر بھی لیا جائے تو موصوف اسی کتاب کے خاتمے میں درج کردہ ایک حدیث اور اس کے ذیل میں ذکر کردہ اپنے ایک اصول کی روشنی میں کتمانِ علم کی سنگین غلطی کے مرتکب ، لعنتِ خداوندی کے مستحق اور

---

7 - ناقدینِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے

[Website: DifaAhleSunnat.com]

اعمال کی عدمِ قبولیت کے سزاوار ٹھہرتے ہیں ۔ ان کی عبارت ملاحظہ فرمائیں :

”جب بدعتیں اور فتنے نمودار ہونے لگیں اور میرے اصحاب کو برا بھلا کہا جانے لگے تو اہلِ علم پر واجب ہے کہ وہ اپنے صحیح علم کو پیش کریں ۔ اور جو عالم ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ ، فرشتوں اور تمام بندوں کی لعنت پڑے گی اور اللہ تعالیٰ اس کا کوئی نیک عمل ، طاعت و صدقہ قبول نہ فرمائے گا ۔“

اس سے کچھ سطر بعد لکھتے ہیں :

”اکابر کی سقیصی عبارات کو خطائے بزرگاں گرفتن خطا است (یعنی بزرگوں کی غلطی کو پکڑنا بھی خود ایک خطا ہے) کے تحت طشت از بام نہ کرنا یا ادباً سکوت اختیار کر لینا بالکل غلط ہے ۔ عام خاندانی ، سماجی اور معاشرتی زندگی میں تو کسی حد تک یہ مقولہ درست قرار دیا جا سکتا ہے کہ بزرگوں سے اگر کوئی خطا ہو جائے تو اسے نظر انداز کر دینا چاہیے لیکن ادبی ، لسانی ، دینی اور اعتقادی امور میں اسے کسی طور بھی صحیح نہیں کہا جا سکتا کیونکہ بعض اوقات اکابر کی زبان و قلم سے نکلی ہوئی غلطیاں جو یقیناً جان بوجھ کر نہیں کی جاتیں لیکن اگر انہیں سوءِ ادب کے پیشِ نظر یا خطائے بزرگاں گرفتن خطا است کے مقولے پر عمل کرتے ہوئے نظر انداز کر دیا جائے تو عام لوگ (بلکہ تعلیم یافتہ غالی عقیدت مند) اس غلطی کو بھی فرطِ عقیدت کی وجہ سے صحیح سمجھنے لگتے ہیں ۔ اس طرح غلطی در غلطی ہوتی چلی جاتی ہے اور اکابر کی سند کی وجہ سے اس خطا پر بھی صواب کی مہرِ تصدیق ثبت ہو جاتی ہے ۔“

[Website: DifaAhleSunnat.com]

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 459 ، 460)

اس حدث کو نقل کرتے ہوئے اور ان سطور کو سپردِ قلم فرماتے ہوئے موصوف ساید یہ بھول گئے ہیں کہ وہ بھی اس غلطی ، ترکِ واجب اور موجبِ لعنت فعل کا ارتکاب اسی کتاب کے آغاز ہی میں کر بیٹھے ہیں۔

اور پھر اس کتمانِ علم پر ان کی پیش کردہ دلیل خوفِ فسادِ خلق بھی انتہائی بھودی اور کمزور ہے ۔ بھلا فسادِ خلق اس کے سوا کیا ہوتا تھا کہ ان برے بروں کے بعض عقیدت مند ہاشمی صاحب کے ہم خیال ہو کر ان کے خلاف بد گمانی اور بد زبانی کا شکار ہو جاتے اور باقی اپنے اکابر کے دفاع میں موصوف کو ہدفِ تنقید بنا لیتے ۔ سوال یہ ہے کہ کیا یہی کچھ ان 44 شخصیات کے ذکر سے نہیں ہوا جن کو بری دلیری کے ساتھ اسی کتاب میں ناقدینِ معاویہ[8] رضی اللہ عنہ باور کرایا گیا ہے ؟ اور کیا ایک وکیلِ صحابہ کی بہادری کا یہی عالم ہوا کرتا ہے کہ وہ صرف فسادِ خلق کے خوف سے امت کو اعدائے صحابہ سے روشناس نہ کرائے ؟

خیانت نمبر (2) :

ہاشمی صاحب اسی کتاب کے صفحہ 17 پر ایک اصول پیش کرتے ہیں :

”مشاجرات اور اجتہادی اختلافات پر تو حقیقت نفس الامر میں بھی گناہ یا خطا کا اطلاق نہیں ہو سکتا کیونکہ مجتہد مخطی بہرصورت ماجور

---

8 - حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر تنقید کرنے والے

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ہوتا ہے ۔"

تبصرہ :

یہ بات تو بالکل بجا ہے کہ مجتہد مخطی[9] بہرصورت ماجور[10] ہوتا ہے لیکن اس کی بنیاد پر یہ کہنا کہ اجتہادی اختلافات پر حقیقت نفس الامر میں بھی خطا کا اطلاق نہیں ہو سکتا ، بالکل غلط اور اصول کے ناقص فہم کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ آیئے اس اصول کا صاحبِ ہدایہ رحمہ اللہ علیہ کے پیش کردہ ایک فقہی مسئلے کی روشنی میں جارہ لیتے ہیں ۔ صاحبِ ہدایہ رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"و من ام قوما فی لیلۃ مظلمۃ فتحریٰ القبلۃ و صلیٰ الی المشرق و تحریٰ من خلفہ فصلیٰ کل واحد منہم الیٰ جھۃ و کلھم خلفہ و لا یعلمون ما صنع الامام، اجزاھم لوجود التوجہ الیٰ جھۃ التحری ۔"

(الہدایہ مطبوعہ مکتبۃ البشریٰ : ج 1 ص 180)

"اور جس نے کسی اندھیری رات کو لوگوں کی امامت کی تو قبلے کی تحری[11] کی اور مشرق کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھی اور اس کے پیچھے والوں نے بھی تحری کی اور ان میں سے ہر ایک نے الگ سمت کی طرف (رخ کر کے) نماز پڑھی حالانکہ وہ سب اس کے پیچھے ہیں اور نہیں جانتے کہ امام نے کس طرف رخ کیا ہے ، تو جہتِ تحری کی جانب رخ ہونے کی وجہ سے سب کی نماز ادا ہو جائے گی ۔"

---

9 - جس سے اجتہاد میں خطا ہو جائے

10 - اجر کا مستحق

11 - جستجو

[Website: DifaAhleSunnat.com]

سب کی نماز ادا ہو جانا تو اس بات کی دلیل ہے کہ مجتہد خواہ مخطی ہو یا مصیب12، بہرصورت ماجور ہوتا ہے۔ لیکن اس سے اخذ کیے گئے ہاشمی صاحب کے اصول (اجتہادی اختلافات پر حقیقت نفس الامر میں بھی خطا کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔) کو اگر تسلیم کر لیا جائے تو مذکورہ مسئلے میں یہ بات ماننی پڑے گی کہ تمام نمازیوں کی تحری درست سمتِ قبلہ ہی کی جانب تھی اور کسی کی تحری بھی غلط نہیں تھی حالانکہ کوئی ذی عقل اسے تسلیم نہیں کر سکتا۔

جس طرح دو نمازی جب مختلف سمتوں میں تحری کریں تو ایک کی تحری واقع نفس الامر میں درست اور دوسرے کی غلط ہوتی ہے، اسی طرح دو مجتہد جب کسی مسئلے میں مختلف اجتہاد کریں تو یقیناً ایک کا اجتہاد واقع نفس الامر میں صواب اور دوسرے کا خطا ہوتا ہے۔ دونوں کا اجتہاد صواب نہیں ہو سکتا لہٰذا کسی ایک کے اجتہاد پر قطعی یا ظنی 13خطا کا اطلاق کرنا ہی پڑتا ہے اور ازروئے حدیث وہ مجتہد عند اللہ ماجور بھی ہوتا ہے۔ اب اتنی موٹی سی بات اگر ہاشمی صاحب کی سمجھ میں نہ آئے تو اسے موصوف کی کم علمی اور کم فہمی کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے؟

خیانت نمبر (3) :

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کے متعلق لکھتے ہیں:

---

12 - جس کا اجتہاد درست ہو

13 - وجہِ تخطیہ کے فرق کے مطابق

[Website: DifaAhleSunnat.com]

”دراصل ہمارے مؤرخین اور سبائیت زدہ طبقے کا اس پر بس نہیں چل رہا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی پوزیشن کو کس طرح گرایا جائے ۔ کبھی تو یہ کہا جاتا ہے کہ وہ فتحِ مکہ کے بعد ایمان لائے ، کبھی ایمان کا قبل از فتحِ مکہ اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ کتمانِ ایمان کا الزام عائد کر دیا جاتا ہے ۔“

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 30)

تبصرہ :

اس عبارت میں ہاشمی صاحب اپنے قارئین کو یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ مؤرخین نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے اپنے ایمان کو مخفی رکھنے کا ذکر کر کے ان پر کتمانِ ایمان[14] کا الزام عائد کیا ہے اور ان کی پوزیشن کو گرانے کی کوشش کی ہے ۔ کاش ! دیانت داری کا ثبوت دیتے ہوئے یہ بھی بتا دیا ہوتا کہ یہی حرکت میں خود بھی صفحہ 27 پر ان الفاظ میں کر چکا ہوں ۔

”حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خود فرمایا کرتے تھے کہ وہ عمرۃ القضا کے موقع پر اسلام لائے اور انہوں نے آنحضرت ﷺ سے بحیثیت مسلمان ملاقات کی اور اپنے اسلام کو اپنے والدین سے مخفی رکھا ۔“

اور اس کی شہادت بھی چند سطر آگے صفحہ 28 پر پیش کر چکا ہوں :

” شیخ احمد بن حجر ہیثمی مکی لکھتے ہیں کہ : واقدی کی روایت کے

---

14 -ایمان چھپانا

[Website: DifaAhleSunnat.com]

مطابق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنا حدیبیہ کے بعد کا ہے اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کا خیال ہے کہ وہ حدیبیہ کے دن اسلام لائے اور اپنے اسلام کو فتحِ مکہ تک اپنے والدین سے پوشیدہ رکھا ۔"
(تطہیر الجنان : ص 7 تحت فی اسلام معاویہ)

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 27 ، 28)

یہی الزام موصوف کے ایک اور ہم مسلک حکیم محمود احمد ظفر صاحب نے بھی "سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حالاتِ زندگی" میں صفحہ 133 تا 140 جا بجا عائد کیا ہے ۔

خیانت نمبر (4) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

"پھر یہ بھی کوئی قطعی بات نہیں کہ جسے مجتہدِ مصیب کہا جائے وہ حقیقت میں بھی مصیب ہو اور جسے مجتہدِ مخطی کہا جائے وہ حقیقت میں بھی مخطی ہو کیونکہ مصیب قرار دیے جانے کے باوجود خطا کا احتمال باقی رہتا ہے اور مخطی کہنے کے باوجود صواب کا احتمال باقی رہتا ہے یعنی صواب محتمل الخطا اور خطا محتمل الصواب۔ لہٰذا ایسی صورت میں صحابہ و ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک فریق یا فرد کو پورے تیقن کے ساتھ مخطی کہنا ، کہلوانا اور دوسروں سے جبراً منوانا ذکر بالخیر اور کف لسان کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 47)

تبصرہ :

اس وقت تو یہ اصول بالکل درست ہے جب نص سے جانب خطا یا

صواب متعین کرنے پر کوئی اشارہ نہ مل رہا ہو۔لیکن جب نصِ صریح سے جانبِ خطا یا صواب کی واضح تعیین ہو رہی ہو تو اس وقت بھی یہی اصول لاگو کرنا اور تعیینِ خطا و صواب کی بجائے احتمالِ خطا و صواب کی بات کرنا نصوص کی کھلی خلاف ورزی ہے ۔

آیئے اس اصول کو ایک مثال سے سمجھتے ہیں ۔

"و عن أسامة بن زيد قال : بعثنا رسول الله صلى الله عليه و سلم إلى أناس من جهينة فأتيت على رجل منهم فذهبت أطعنه فقال : لا إله إلا الله فطعنته فقتلته فجئت إلى النبي صلى الله عليه و سلم فأخبرته فقال : أقتلته و قد شهد أن لا إله إلا الله ؟ قلت : يا رسول الله ! إنما فعل ذلك تعوذا ۔ قال : فهلا شققت عن قلبه ؟"

(مشکوۃ المصابیح مطبوعۃ البشریٰ ، کتاب القصاص : ج 3 ص 288)

''حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے : وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں جھینہ کے کچھ لوگوں کی طرف (قتال کے لیے) بھیجا پس میں ان میں سے ایک شخص کے پاس آیا اور اسے نیزے سے مارنے لگا تو اس نے کہا لا الٰہ الا اللہ ۔ پھر میں نے اسے قتل کر دیا ۔ پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس واقعے کی خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا : کیا تو نے اسے مار ڈالا حالانکہ وہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہ ہونے کی گواہی دے چکا تھا ؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اس نے صرف بچنے کے لیے ایسا کیا تھا ۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہیں دیکھا ؟ ''

[Website: DifaAhleSunnat.com]

اس کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

"ظن رضی اللہ عنہ أن إسلامہ لا عن صمیم قلبہ أو اجتھد فی ھذا أن الإیمان فی مثل ھذہ الحالۃ لا ینفع فبینہ رسول اللہ أنہ أخطأ فی اجتھادہ۔"

(مرقاۃ المفاتیح : کتاب القصاص ، تحت ہذا الحدیث)

"اسامہ رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ اس کا اسلام اس کے دلی یقین کی وجہ سے نہیں ہے یا انہوں نے اس میں یہ اجتہاد کیا کہ اس حالت میں ایمان نفع نہیں دیتا تو رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ انہوں نے اپنے اجتہاد میں خطا کی ہے ۔"

اب کیا یہاں ہاشمی صاحب کے بیان کردہ اصول کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی متعین کردہ خطا کو محتمل الصواب کہا جا سکتا ہے ؟ لہٰذا ہاشمی صاحب کا اس اصول کو مطلق بیان کرنا ایک بد ترین خیانت ہے۔

نیز ہاشمی صاحب کا یہ قول "صحابہ و ائمہ مجتہدین میں سے کسی ایک فریق یا فرد کو پورے تیقن کے ساتھ مخطی کہنا ، کہلوانا اور دوسروں سے جبراً منوانا ذکر بالخیر اور کف لسان کے حکم کی صریح خلاف ورزی ہے ۔" سراسر اکابرِ اہل السنۃ و الجماعۃ پر ایک عظیم افتراء ہے ۔ مخطی کہلوانا اور دوسروں سے جبراً منوانا تو کجا ، اہل السنۃ و الجماعۃ تو مخطی کہنا بھی تبھی گوارا کرتے ہیں جب ابو الاعلیٰ مودودی اور طاہر علی الہاشمی جیسے سبائی اور ناصبی محقق اپنے زہر آلود قلم سے اصحابِ پیغمبر رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اکابرِ اہل السنۃ رحمہم اللہ تعالیٰ کی ذواتِ گرامی پر نشتر زنی

کرنے میں مصروف ہوں اور امت کو افراط و تفریط کی طرف دھکیل رہے ہوں ۔ چنانچہ علمِ عقائد کے مسلم امام علامہ عبد العزیز پرہاڑوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"ذکر کثیر من المحققین ان ذکرہ حرام مخافۃ ان یؤدی الیٰ سوء الظن ببعض الصحابۃ و یعضدہ الحدیث المرفوع : لا یبلغنی احد من اصحابی عن احد شیئا فانی احب ان اخرج الیکم و انا سلیم الصدر ۔ رواہ ابو داؤد من حدیث ابن مسعود...و انما اضطر اھل السنۃ الیٰ ذکر تلك القصص لان المبتدعۃ اخترعوا فیھا مفتریات و اکاذیب ۔"

(الناہیۃ عن طعن امیر المؤمنین معاویۃ ، مطبوعہ مکتبۃ الحقیقۃ استنبول : ص 6)

"بہت سے محققین نے ذکر کیا ہے کہ بعض صحابہ سے بد گمانی کا باعث بننے کے اندیشے کی وجہ سے مشاجراتِ صحابہ کا تذکرہ حرام ہے اور اس کی تائید یہ مرفوع حدیث کرتی ہے : میرے صحابہ میں سے کوئی بھی مجھے کسی کی شکایت نہ پہنچائے کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ اس حال میں تمہاری طرف نکلوں کہ میرا سینہ صاف ہو ۔ رواہ ابوداؤد من حدیث ابن مسعود...اہل السنت ان واقعات کا تذکرہ کرنے پر اس لیے مجبور ہوئے کہ اہل بدعت نے ان میں فرضی اور جھوٹے افسانے گھڑ لیے تھے ۔"[15]

خیانت نمبر (5) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

15 - علامہ پرہاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ہاشمی صاحب نے بھی ص 43 پر نقل کیا ہے لیکن آخری جملہ نہ جانے کیوں ہضم کر گئے ہیں ؟

[Website: DifaAhleSunnat.com]

"مذکورہ تفصیل سے مشاجراتِ صحابہ کا شرعی حکم واضح ہو گیا ہے کہ اصحابِ پیغمبر کا ذکر ہمیشہ بالخیر ہی کرنا چاہیے اور ان کے باہمی اختلافات و مشاجرات کے بارے میں امساک ، توقف اور سکوت اختیار کرنا چاہیے کیونکہ اسی صورت میں ایمان کی سلامتی اور صحابہ کے بارے میں ہر طرح کی بد ظنی سے حفاظت ہے ۔ جبکہ اس کے بالمقابل صحابہ کا تخطیہ اہل السنت و الجماعت کا اصل مذہب نہیں ہے بلکہ ایک رخصت اور مخلص ہے ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 49)

تبصرہ :

یہ عبارت بھی ایک بہت بڑے دھوکے پر مشتمل ہے جو عرصہ دراز سے ناصبی طبقے کی جانب سے امت کو دیا جا رہا ہے ۔ در اصل مشاجرات کے باب میں دو باتیں الگ الگ ہیں جن میں سے ایک کو دوسری پر چسپاں کر کے ہر ناصبی عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی کوشش کرتا ہے ۔ موصوف نے بھی یہاں اسی بد ترین دجل سے کام لیا ہے ۔ وہ دو باتیں درج ذیل ہیں ۔

مشاجراتِ صحابہ میں صواب و خطا کا حکم :

مشاجراتِ صحابہ میں صواب و خطا کے بارے میں تو اس بات پر اہل السنۃ و الجماعۃ کا اجماع ہے کہ سارے صحابہ اگرچہ اپنی جگہ مجتہد اور ماجور تھے لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ بہرحال اپنے اجتہاد میں مصیب اور ان کے مخالفین اپنے اجتہاد میں مخطی تھے ۔ چند ثبوت پیشِ خدمت ہیں ۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

(1) امام عبد القاہر بغدادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"اجمع اصحابنا علیٰ ان علیا رضی اللہ عنہ کان مصیبا فی قتال اصحاب الجمل و فی قتال اصحاب معاویۃ بصفین۔"

(اصول الدین ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت : ص 315)

"ہمارے حضرات کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اصحابِ جمل اور صفین میں اصحابِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے قتال میں مصیب تھے ۔"

(2) علامہ ابنِ حزم اندلسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

قطعنا علیٰ صواب علی رضی اللہ عنہ و صحۃ أمامتہ و انہ صاحب الحق و ان لہ اجرین اجر الاجتہاد و اجر الإصابۃ و قطعنا أن معاویۃ رضی اللہ عنہ و من معہ مخطئون مجتہدون مأجورون أجرا واحدا۔"

(الفصل فی الملل و الاھواء و النحل ۔ الکلام فی حرب علی من حاربہ من الصحابۃ : جزء 4 ص 125)

"ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے صواب ، ان کی امامت کی درستی ، ان کے صاحبِ حق ہونے اور اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ ان کے لیے دو اجر ہیں ۔ ایک اجتہاد کا اور دوسرا اس اجتہاد کے درست ہونے کا ۔ اور ہم اس بات پر بھی یقین رکھتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی مخطی ، مجتہد اور ایک اجر پانے والے تھے ۔"

(3) حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"و ھذا ھو مذھب أھل السنۃ و الجماعۃ أن علیا ھو المصیب و إن کان معاویۃ مجتھدا ، و ھو مأجور إن شاء اللہ۔"

[Website: DifaAhleSunnat.com]

(البدایہ و النہایہ ، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور : جزء 7 ص 298)

"اہل السنۃ و الجماعۃ کا یہی مذہب ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ صواب پر تھے اگر چہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اور ان شاء اللہ وہ ماجور ہیں ۔"

(4) علامہ عبدالعزیز پرہاڑوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"و قال اهل السنة كان الحق مع علی رضی الله عنه و ان من حاربه مخطی فی الاجتهاد فهو معذور ، و ان كلا من الفريقين عادل صالح و لا يجوز الطعن فی احد منهم للاحاديث المشهورة فی مدح الصحابة و النهی عن سبهم و هٰذا هو الحق فما ذا بعد الحق الا الضلال۔"

(النبراس ، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ ملتان : ص 307)

"اور اہل سنت کا قول ہے کہ حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اور جنہوں نے اجتہاد میں خطا کرتے ہوئے ان سے جنگ کی تو وہ معذور ہیں اور بلا شبہ دونوں فریق عادل صالح ہیں اور صحابہ کی مدح اور انہیں برا کہنے سے روکنے کے متعلق وارد ہونے والی احادیثِ مشہورہ کی رو سے ان میں سے کسی کو برا کہنا جائز نہیں ۔ اور یہی حق ہے پس حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے ؟"

ان عبارات سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ مشاجراتِ صحابہ میں اہل السنۃ و الجماعۃ بالاجماع حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مصیب اور ان کے مخالف صحابہ کو مخطی مانتے ہیں ۔

مشاجراتِ صحابہ کے تذکرے اور بیان کا حکم :

باقی رہا بلا ضرورت ان اختلافات کو موضوعِ سخن بنانا ، تو اس

کے متعلق واقعی توقف اور کفِ لسان[16] کا حکم ہے ۔ چنانچہ علامہ ابنِ حجر ہیثمی مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"انما المراد انه لا یجوز لاحد ان یذکر شیئا مما وقع بینهم یستدل به علیٰ بعض نقص من وقع له ذلك ۔"

(تطہیر الجنان :31)

اور الصواعق المحرقۃ کے خاتمے میں لکھتے ہیں :

"(اعلم) ان الذی اجمع علیه اهل السنة و الجماعة انه یجب علیٰ کل مسلم تزکیة جمیع الصحابة باثبات العدالة لهم و الکف عن الطعن فیهم ۔"

(الصواعق المحرقۃ ، مطبوعہ مکتبۃ الحقیقۃ – استنبول : ص 291)

"جان لیجئے کہ اہل السنۃ و الجماعۃ کا اس پر اجماع ہے کہ ہر مسلمان پر تمام صحابہ کے لیے عدالت ثابت کرتے ہوئے اور ان پر طعن و تشنیع سے پرہیز کرتے ہوئے ان کا تزکیہ[17] واجب ہے ۔"

اور یہی ابنِ حجر ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ اسی خاتمے میں لکھتے ہیں :

"و من اعتقاد اهل السنة و الجماعة ایضا ان معاویة رضی الله عنه لم یکن فی ایام علی خلیفة ، و انما کان من الملوك ، و غایة اجتهاده انه کان له اجر واحد علیٰ اجتهاده و اما علی فکان له اجران ۔ اجر علیٰ اجتهاده و اجر علیٰ اصابته ۔"

(الصواعق المحرقۃ ، مطبوعہ مکتبۃ الحقیقۃ – استنبول : ص 303)

---

16 - زبان کو روکنا

17 - بزرگی بیان کرنا

[Website: DifaAhleSunnat.com]

”اور اہل السنۃ و الجماعۃ کے اعتقادات میں سے یہ بھی ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد میں خلیفہ نہیں تھے اور وہ بادشاہوں میں سے ہی تھے اور ان کی غایتِ اجتہاد یہ ہے کہ انہیں ان کے اجتہاد پر ایک اجر ملے گا ۔ اور بہر حال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تو دو اجر ملیں گے ۔ ایک ان کے اجتہاد کا اور دوسرا اس کے درست ہونے کا ۔“

ابنِ حجر کی ان دونوں عبارتوں نے تو سارا مسئلہ سمجھا دیا ہے کہ مذہب تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مصیب اور ان کے مخالف صحابہ کو مخطی ماننے کا ہی ہے لیکن مشاجرات کا صحابہ کی توہین پر مبنی تذکرہ ہر گز جائز نہیں ۔ علاوہ ازیں مشاجرات کے توہین آمیز تذکرے سے منع کرنے کے باوجود اگر وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مجتہدِ مخطی اور عہدِ علی رضی اللہ عنہ میں من الملوک[18] کہ رہے ہیں تو سمجھ لینا چاہیے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مخطی ماننا یا کبھی امت کو ناصبی جراثیم سے بچانے کے لیے مجبوراً کہ دینا ہر گز توہینِ معاویہ نہیں ۔

ضروری وضاحت :

کیا کسی کی طرف خطاءِ اجتہادی کی نسبت کرنا اس کی تنقیص ہے ؟

ناصبی طبقہ ہمیشہ یہ پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ جن علماءِ اہل سنت نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف خطاءِ اجتہادی کی نسبت کی ہے یا ان سے ان کے اجتہاد میں خطا ہو جانے پر مخطی یا خاطی لکھا ہے وہ ان

18 - بادشاہوں میں سے

[Website: DifaAhleSunnat.com]

کی تنقیص کے مرتکب ہوئے ہیں ۔ لٰہذا ہم یہاں اس بات کی وضاحت ضروری سمجھتے ہیں کہ کسی کی طرف خطاءِ اجتہادی کی نسبت کرنا اس کی تنقیص نہیں ہے کیونکہ خطاءِ اجتہادی کی نسبت حضرات انبیاءِ کرام علیہم السلام کی طرف بھی کی گئی ہے ۔ چنانچہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے سیرت مصطفی ﷺ جلد دوم میں اسیرانِ غزوہِ بدر کو فدیہ لے کر چھوڑ دینے کے بیان کے بعد انبیاءِ کرام علیہم السلام سے خطاءِ اجتہادی کے صدور اور اس کے معنٰی و مفہوم پر تفصیلی کلام فرمایا ہے ۔ تو جب خطاءِ اجتہادی کا صدور انبیاءِ کرام علیہم السلام سے ماننا ان کی تنقیص اور توہین نہیں تو کسی صحابی سے اس کا صدور ماننا ان کی توہین اور تنقیص کیسے ہو سکتا ہے ؟ لٰہذا معلوم ہوا کہ کسی صحابی کو مجتہدِ خاطی یا مخطی کہنا نہ سبّ[19] ہے ، نہ طعن اور نہ ہی توہین و تنقیص ۔

خیانت نمبر (6) :

صاحبِ مصنف عبد الرزاق ، راویٔ بخاری امام عبد الرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

”خطیب بغدادی اور ابنِ عساکر دونوں نے ایک روایت کا تذکرہ کیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عبد الرزاق محدث حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شان میں بھی گستاخی کرتے تھے ۔“

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 65)

تبصرہ :

19-بدگوئی

[Website: DifaAhleSunnat.com]

لگتا ہے کہ موصوف نے اس روایت کی سند دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی ورنہ شاید انہیں یہ معلوم ہو جاتا کہ اس کا راوی ابو الفرج محمد بن صالح بن جعفر بغدادی ضعیف ہے اور اس کا ضعف بھی خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ہی حمزہ سہمی سے ضعیف لا یحتج بحدیثه (ضعیف ہے ، اس کی حدیث سے استدلال نہیں کیا جا سکتا) کہ کر نقل کیا ہے ۔

(تاریخِ بغداد ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت : ج 2 ص 153)

خیانت نمبر(7) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

"لیکن امام ذہبی ان کے مزید حالات بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ : علی بن عبد اللہ صنعانی بیان کرتے ہیں کہ زید بن مبارک زیادہ تر ان کی صحبت میں رہتے تھے اور بکثرت ان سے روا تیں لیتے تھے ۔ پھر بعد میں نہ صرف ان کی صحبت ترک کردی بلکہ ان کی روایات پر مشتمل تمام کتابوں کو بھی جلا ڈالا ۔ لوگوں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو بتایا کہ ایک دفعہ ہمارے سامنے عبد الرزاق ، ابنِ حدثان کی وہ حدیث بیان کر رہے تھے کہ آنحضرت ﷺ کی وراثت سے حصہ طلب کرنے کے لیے حضرت عباس اور حضرت علی رضی اللہ عنہما جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تو انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم اپنے بھتیجے کی وراثت سے حصہ لینے آئے ہو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تم وہ حصہ طلب کرنے آئے ہو جو تمہاری بیوی کو باپ کی طرف سے ملتا ہے ۔ زید بن مبارک نے بتایا کہ یہاں پہنچے تو

عبد الرزاق رک گئے پھر کہا : ذرا دیکھو اس جھوٹے (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو ، کبھی کہتا ہے بھتیجے کی وراثت اور کبھی کہتا ہے بیوی کے باپ کی وراثت ، یہ نہیں کہتا رسول اللہ ﷺ کی وراثت ۔ زید بن مبارک کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر میں اٹھ کر چلا آیا پھر لوٹ کر نہیں گیا ، نہ ہی اس سے کوئی روایت اخذ کی ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 66)

تبصرہ :

افسوس ! ہاشمی صاحب کو یہ روایت تو نظر آ گئی لیکن اس کے متصل بعد ہی امام ذہبی کا یہ تبصرہ نظر نہیں آیا :

"قلت فی ھٰذہ الحکایۃ ارسال، واللہ اعلم بصحتھا۔"

(میزان الاعتدال ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت : ج 4 ص 344)

"میں کہتا ہوں کہ اس روایت میں ارسال[20] ہے اور اللہ ہی اس کی صحت کے بارے میں زیادہ جانتے ہیں ۔"

احناف کے نزدیک مرسل روایت کو قبول کرنے کی شرائط میں سے ایک بنیادی شرط مرسل کا قرونِ ثلاثہ میں سے ہونا ہے

(فتاویٰ عثمانی : ج 1 ص 223)

اور اس روایت میں یہ شرط مفقود ہے ، چنانچہ اصولی طور پر یہ روایت حجت نہیں ہے نیز اس کا راوی علی بن عبد اللہ بن مبارک صنعانی بھی مجہول ہے ۔ لہٰذا ہاشمی صاحب نے اس کی بنیاد پر امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو گستاخ کہہ کر اپنے خائن ہونے کا ثبوت دیا ہے ۔

---

20 -راوی کا اپنے شیخ کا تذکرہ چھوڑ دینا

[Website: DifaAhleSunnat.com]

خیانت نمبر (8) :

ہاشمی صاحب میزان الاعتدال کے حوالے سے لکھتے ہیں :

"میں نے مخلد شعیری کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں عبد الرزاق کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے معاویہ رضی اللہ عنہ کا تذکرہ چھیڑا تو عبد الرزاق نے کہا ہماری مجلسوں کو ابو سفیان کے بیٹے کے ذکر سے گندہ نہ کرو ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 65)

تبصرہ :

حالانکہ اس کو روایت کرنے والے احمد بن زکیر الحضرمی اور محمد بن اسحٰق بن یزید البصری دونوں کے نا معلوم ہونے کی وجہ سے یہ روایت نا قابلِ استدلال ہے ۔

خیانت نمبر (9) :

ہاشمی صاحب نے سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین صفحہ 63 تا 67 میں راویٔ بخاری امام عبد الرزاق صنعانی رحمۃ اللہ علیہ پر شیعہ ہونے کا الزام لگایا ہے ۔

تبصرہ :

حالانکہ اس سے انکا رجوع ثابت ہے ۔ چنانچہ تاریخِ دمشق میں ہے :

"وقد روی عنہ انہ رجع عن ذٰلك۔"

(تاریخِ دمشق ، مطبوعہ دار الفکر بیروت : ج 36 ص 189)

"اور ان کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے اس (تشیع)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

سے رجوع کر لیا تھا۔"

نیز

"وقد عوتب احمد بن حنبل علیٰ روایته من عبد الرزاق فذکر انه رجع عن ذٰلک۔"

(تاریخِ دمشق ، مطبوعہ دار الفکر بیروت : ج 36 ص 189)

"اور احمد بن حنبل کو عبد الرزاق سے روایت کرنے پر ملامت کی گئی تو انہوں نے بتایا کہ اُس نے اِس (تشیع) سے رجوع کر لیا ہے ۔"

اور ان کا اپنا قول ہے :

"واللہ ما انشرح صدری قط ان افضل علیا علیٰ ابی بکر و عمر ۔ رحم اللہ ابا بکر ، ورحم اللہ عمر ، ورحم اللہ عثمان ، ورحم اللہ علیا ۔ ومن لم یحبھم فما ھو بمؤمن ۔ فان اوثق عملی حبی ایاھم رضوان اللہ علیھم ورحمته اجمعین ۔"

(تاریخِ دمشق ، مطبوعہ دار الفکر – بیروت : ج 36 ص 190)

"اللہ کی قسم ! میرا اس پر کبھی شرح صدر نہیں ہوا کہ میں علی رضی اللہ عنہ کو ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دوں ۔ اللہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے ، اللہ عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے ، اللہ عثمان رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے ، اور اللہ علی رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے ۔ اور جو ان سے محبت نہیں رکھتا وہ مومن نہیں ہے ۔ چنانچہ میرا سب سے مضبوط عمل میری ان سے محبت ہے ۔ رضوان اللہ علیہم و رحمتہ اجمعین۔"

اور ہاشمی صاحب کی ساری محنت پر ان کا یہ قول پانی پھیر رہا ہے :

"الرافضی کافر"

[Website: DifaAhleSunnat.com]

(تاریخِ دمشق ، مطبوعہ دار الفکر بیروت : ج 36 ص 190)

”رافضی کافر ہے ۔“

ان واضح شہادتوں کے با وجود ہاشمی صاحب کا ان کو شیعہ قرار دینا یقیناً انصاف کا خون اور فرمانِ رسول ﷺ ”التائب من الذنب کمن لا ذنب له“ کی صریح خلاف ورزی ہے ۔

خیانت نمبر (10) :

ہاشمی صاحب امام محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں :

”الحافظ المتقن احمد بن علی السلیمانی (م413ھ) فرماتے ہیں : کان یضع للروافض محمد بن جریر ابنِ یزید طبری رافضیوں کے لیے احادیث گھڑتے تھے ۔ (لسان المیزان ۔ ج5 ص 100)

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 68)

تبصرہ :

یہاں بھی موصوف اپنی عادت سے مجبور ہو کر اسی سطر میں موجود حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا اس قول پر کیا ہوا تبصرہ چھوڑ گئے ہیں ۔ صاحبِ لسان المیزان ، حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

”وھذا رجم بالظن الکاذب۔“

(لسان المیزان ، مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ : ج 7 ص 25)

”یہ جھوٹے گمان کا شاخسانہ ہے ۔“

اور اس سے آگے انہوں نے امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کے دفاع میں

تفصیلی کلام فرمایا ہے۔

خیانت نمبر (11) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

”علامہ ابنِ حجر عسقلانی (م852ھ) کے شیخ الشیوخ مفسر ابوحیان اندلسی (م745ھ) فرماتے ہیں : أبو جعفر الطبری و ھو امام من أئمة الأمامية.(لسان المیزان ۔ ج 5 ص 100) ابو جعفر طبری فرقہ امامیہ کے اماموں میں سے ایک امام ہیں۔“

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 69)

تبصرہ :

یہاں بھی موصوف نے اپنی روایتی بد دیانتی کا ثبوت دیتے ہوئے لسان المیزان کی عبارت کو سیاق و سباق سے کاٹ کر پیش کیا ہے۔ مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں :

” و قد اغتر شیخ شیوخنا أبو حیان بکلام السلیمانی فقال فی الکلام علی الصراط فی اوائل تفسیرہ وقال أبو جعفر الطبری و ھو امام من أئمة الأمامية الصراط بالفساد لغة قریش الیٰ آخر المسألة و نبهت علیه لئلا یغتر به فقد ترجمه أئمة النقل فی عصرہ و بعدہ فلم یصفوہ بذلك و انما ضرہ الاشتراك فی اسمه و اسم أبیه و نسبته و کنیته و معاصرته و کثرة تصانیفه۔“

(لسان المیزان ، مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ : ج 7 ص 26)

”اور ہمارے شیخ الشیوخ ابوحیان ، سلیمانی کے کلام سے دھوکہ کھا گئے ہیں۔انہوں نے اپنی تفسیر کے شروع میں لفظِ صراط کے بارے میں

[Website: DifaAhleSunnat.com]

کہا ہے کہ ابو جعفر طبری جو کہ فرقہ امامیہ کے اماموں میں سے ہے نے کہا کہ صراط بالفساد قریش کی لغت ہے اور میں نے اس پر اس لیے متنبہ کیا ہے کہ اس سے دھوکہ نہ کھایا جائے کیونکہ ائمہ نقل نے ان کے زمانے میں اور اس کے بعد بھی ان کے حالات لکھے ہیں اور آپ کو ان چیزوں کے ساتھ متصف نہیں کیا ۔ در اصل ان (امام طبری) کو ان کے نام ، ولدیت ، نسبت ، کنیت ، معاصرت اور کثرتِ تصانیف میں اشتراک[21] نے نقصان پہنچایا ہے ۔"

خیانت نمبر (12) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

"علامہ ابنِ اثیر جزری (م630ھ) لکھتے ہیں کہ : و دفن لیلا بداره لأن العامة اجتمعت و منعت من دفنه نهارا، و ادعوا عليه الرفض، ثم ادعوا عليه الالحاد ۔ (الکامل فی التاریخ ۔ ج 8 ص 134) امام طبری رات کے وقت اپنے گھر پر ہی دفن کیے گئے کیونکہ عام لوگ اکٹھے ہو گئے تھے جنھوں نے دن کے وقت انہیں دفن کرنے سے روک دیا تھا ۔ پہلے ان پر رافضی ہونے کا پھر اس کے ساتھ ساتھ ان پر ملحد ہونے کا بھی الزام لگایا گیا ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : 69)

تبصرہ :

حسبِ عادت یہاں بھی ہاشمی صاحب علامہ جزری رحمۃ اللہ علیہ کا

---

21 - ابو جعفر محمد بن جریر بن رستم طبری رافضی کے ساتھ ۔ کما فی لسان المیزان

[Website: DifaAhleSunnat.com]

اس روایت پر نقل کردہ یہ تبصرہ گول کر گئے :

" و کان علی بن عیسیٰ یقول واللہ لو سئل ھؤلاء عن معنیٰ الرفض و الإلحاد ما عرفوہ ولا فھموہ۔ھکذا ذکرہ ابن مسکویہ صاحب تجارب الأمم وحاشی ذلك الإمام عن مثل ھذہ الأشیاء"

(الکامل فی التاریخ ، مطبوعہ دارِ صادر بیروت : ج 8 ص 134)

"علی بن عیسیٰ فرماتے تھے کہ اگر ان لوگوں سے رفض اور الحاد کا معنٰی پوچھا جائے تو نہ انہیں اس کا پتا ہو گا اور نہ ہی وہ اسے سمجھتے ہوں گے ۔ اسی طرح اس کا ذکر صاحب تجارب الامم ابنِ مسکویہ نے کیا ہے ۔ اور ایسے امام سے یہ چیزیں بعید ہیں ۔"

خیانت نمبر (13) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

"امام ابنِ کثیر (م774ھ) لکھتے ہیں کہ : ودفن فی دارہ لان بعض عوام الحنابلة و رعاعھم منعوا دفنه نھارا و نسبوہ إلیٰ الرفض (البدایہ و النہایہ ج 11 ص 147) امام طبری اپنے گھر پر ہی دفن کیے گئے کیونکہ کچھ حنبلی حضرات نے دن کے وقت انہیں دفن کرنے سے روک دیا تھا اور انہیں رافضیوں کی طرف منسوب کیا تھا ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 69)

تبصرہ :

یہاں بھی ہاشمی صاحب کی وہی روایتی بد دیانتی کار فرما ہے ۔ موصوف محض اپنی پسند کی عبارت نقل کر کے اس کے سیاق سے صاف آنکھیں چرا گئے ۔ مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں :

"و دفن فی دارہ لان بعض عوام الحنابلة و رعاعھم منعوا دفنه نھارا و نسبوہ إلیٰ الرفض، و من الجھلة من رماہ بالالحاد، و حاشاہ من ذلك کله. بل کان أحد أئمة الاسلام علما و عملا بکتاب اللہ و سنة رسوله.."

(البدایہ و النہایہ ، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور : جزء 11 ص 175)

"امام طبری اپنے گھر میں ہی دفن کیے گئے کیونکہ کچھ عام حنبلیوں اور ان کے موافقین نے دن کے وقت انہیں دفن کرنے سے روک دیا تھا اور انہیں رفض کی طرف منسوب کیا تھا ۔ اور بعض جاہلوں نے ان پر الحاد کا الزام لگایا ۔ حالانکہ وہ ان سب سے بہت دور تھے بلکہ وہ تو کتاب اللہ اور سنتِ رسول کو جاننے اور ان پر عمل کرنے کے اعتبار سے ائمہ اسلام میں سے ایک تھے ۔"

خیانت نمبر (14) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

"امام طبری کی تفسیر جامع البیان فی تاویل القرآن اور تاریخ الامم و الملوک میں متعدد روایات ایسی ملتی ہیں جن میں انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ عظام رضی اللہ عنہم کی توہین و تنقیص پائی جاتی ہے ۔ ان انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ عظام رضی اللہ عنہم کی طرف ایسے ایسے افعال اور واقعات منسوب کیے گئے ہیں جو سراسر عقیدہ عصمتِ انبیاء اور محفوظیتِ صحابہ عظام کے منافی ہیں ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 70)

تبصرہ :

اس بودی دلیل کی بنیاد پر امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کو گستاخ ثابت

کرنے والے ہاشمی صاحب خود امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ وضاحت بھول گئے :

"فما یکن فی کتابی هذا من خبر ذكرناه عن بعض الماضين مما يستنكره قارئه أو يستشنعه سامعه من أجل أنه لم يعرف له وجها في الصحة و لا معنى في الحقيقة فليعلم أنه لم يؤت في ذلك من قبلنا و إنما أتى من قبل بعض ناقليه إلينا و أنا إنما أدينا ذلك على نحو ما أدي إلينا ۔"

(تاریخ طبری ، مطبوعہ دار المعارف مصر : ج 1 ص 8)

"لہٰذا ہماری اس کتاب میں اگر ہماری ذکر کردہ کسی خبرِ گزشتہ کو پڑھنے والا اجنبی سمجھے یا سننے والا قبیح قرار دے اس وجہ سے کہ وہ اس کی کوئی وجہِ صحت اور حقیقت سے کوئی تعلق نہیں جانتا تو اسے جان لینا چاہیے کہ وہ اسی طرح ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ بعض ناقلین سے ہمیں پہنچی ہے سو ہم نے انہیں اسی طرح لکھ دیا جیسے وہ ہمیں پہنچی ۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام طبری رحمۃ اللہ علیہ "نقلِ کفر کفر نباشد" کے اصول کے تحت ، ان روایات کے ذمہ دار نہیں ہیں ۔ بلکہ وہ ہر روایت کی سند بیان کر کے اس کی صحت و ضعف کو پرکھنے کی ذمہ داری قارئین کو سونپ گئے ہیں ۔

اور وہ اکیلے ہی اس جرم کے مرتکب نہیں بلکہ حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ پر اسی طعن کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں :

"و قد عاب عليه إسماعيل بن محمد بن الفضل التيمي جمعه الأحاديث الافراد مع ما فيها من النكارة الشديدة و الموضوعات و في بعضها القدح في

کثیر من القدماء من الصحابۃ و غیرھم و ھذا أمر لا یختص بہ الطبرانی فلا معنیٰ لافرادہ باللوم بل أکثر المحدثین فی الإعصار الماضیۃ من سنۃ مائتین و ھلم جرا إذا ساقوا الحدیث بإسنادہ اعتقدوا انھم برؤا من عھدتہ واللہ اعلم۔"

(لسان المیزان ، مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ : ج 4 ص 128)

"اور اسماعیل بن محمد بن الفضل التیمی نے انہیں یہ عیب لگایا ہے کہ انہوں نے اخبارِ احاد اور موضوعات جمع کی ہیں با وجودیکہ ان میں شدید اوپرا پن ہے اور ان میں سے بعض میں تو بہت سے صحابہ اور غیرِ صحابہ اسلاف پر قدح بھی پائی جاتی ہے ۔ اور یہ بات طبرانی کے ساتھ ہی خاص نہیں بلکہ گزشتہ دو صدیوں کے اکثر محدثین اسی طرح کرتے ہیں کہ جب وہ کسی حدیث کو اس کی سند سمیت لے آتے ہیں تو وہ یہی سمجھتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داری سے سبک دوش ہو گئے ۔ لہٰذا انہی اکیلے کو ملامت کرنا کوئی معنٰی نہیں رکھتا ۔"

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم العالیۃ فرماتے ہیں :

"محتاط مؤرخین نے اتنا ضرور کیا ہے کہ ہر روایت کی سند لکھ دی ہے ، اور اب تحقیقِ حق کرنے والوں کے لیے یہ راستہ کھلا ہوا ہے کہ علمِ اسماء الرجال کی مدد سے وہ روایتوں کی تحقیق کریں اور جن روایتوں کے بارے میں یہ ثابت ہو جائے کہ وہ کسی سبائی تحریک کے فرد کی بیان کی ہوئی ہیں ان پر صحابہ کرام کے بارے میں اعتماد نہ کریں۔"

(فتاویٰ عثمانی : ج 1 ص 176)

خیانت نمبر (15) :

امام ابوبکر جصاص رازی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

"منصور باللہ نے طبقاتِ معتزلہ میں ان کا ذکر کیا ہے ۔ موصوف معتزلی عقائد سے متاثر تھے اور ان کا یہ رجحان ان کی تفسیر میں صاف جھلکتا ہوا دکھائی دیتا ہے ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 92)

تبصرہ :

حالانکہ طبقات المعتزلہ میں جہاں آخری طبقے میں امام ابوبکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا گیا ہے وہیں ابتدائی طبقات میں خلفاء راشدین سمیت اکابر صحابہ و تابعین کا تذکرہ بھی موجود ہے ۔ غور فرمایئے کہ ہاشمی صاحب کی محض طبقات المعتزلہ میں ذکر کی بنیاد پر امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ کو معتزلی قرار دینے کی جسارت کہاں تک جا پہنچتی ہے ۔ باقی رہی ان کی تفسیر سے معتزلی رجحان کی جھلک ، تو نہ جانے وہ موصوف کو کہاں سے نظر آ گئی کیونکہ امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ تو ثواب و عذابِ قبر اور عدمِ خلقِ قرآن جیسے اختلافی مسائل میں مسلک اہل السنۃ و الجماعۃ بیان کرتے اور معتزلہ کا رد کرتے نظر آتے ہیں ۔[22]

خیانت نمبر (16) :

---

22 - ملاحظہ فرمائیں : (عذابِ قبر کے منکر پر رد) احکام القرآن للجصاص مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی : ج 1 ص 132 ، 616

اور (قرآن کے کلام اللہ ہونے کی تصریح) ج 1 ص 74، 698 - ج 3 ص 154

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں : جناب جصاص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ایک قول توریث المسلم من الکافر کو احداث فی الاسلام[23] اور بدعتِ شرعی قرار دیتے ہیں ۔

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 93)

تبصرہ :

یہاں بھی موصوف نے اپنے روایتی دجل اور تلبیس کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے کیونکہ ایک تو یہ عبارت امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی نہیں بلکہ مسروق رحمۃ اللہ علیہ کی ہے جو امام جصاص رحمۃ اللہ علیہ نے ان الفاظ میں نقل فرمائی ہے :

" قال مسروق : ما أحدث فی الإسلام قضیة أعجب من قضیة قضاھا معاویة قال کان یورث المسلم من الیھودی و النصرانی و لا یورث الیھودی و النصرانی من المسلم ۔"

(احکام القرآن للجصاص ، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی : ج 2 ص 146)

"مسروق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسلام میں کوئی فیصلہ اس سے زیادہ عجیب نہیں ہوا جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کیا (اور) کہا کہ مسلمان یہودی و نصرانی کا وارث ہو سکتا ہے اور یہودی و نصرانی مسلمان کے وارث نہیں ہو سکتے ۔"

اور پھر اس عبارت میں نہ تو بدعتِ شرعی کا کوئی ذکر ہے اور نہ موصوف کے مزعومہ معنیٰ میں احداث فی الاسلام کا بلکہ یہاں تو محض

---

23 -اسلام میں اضافہ

[Website: DifaAhleSunnat.com]

توریث المسلم من الکافر اور توریث الکافر من المسلم کے مسئلے میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ایک اجتہادی شان کے حامل منفرد فیصلے کو نقل کیا گیا ہے۔

خیانت نمبر (17) :

ہاشمی صاحب علامہ برہان الدین مرغینانی (صاحبِ ہدایہ) رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں :

"صاحبِ ہدایہ سے ایک سہو یہ بھی ہوا کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منسوب ایک لغو، جھوٹا اور وضعی قصہ صحیح سمجھ کر معرضِ استدلال میں نقل کر دیا جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تینوں کی تنقیص پائی جاتی ہے۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 103، 104)

تبصرہ :

ہم تو سمجھے تھے کہ ہاشمی صاحب نے یہ کتاب حبِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے جذبے سے مغلوب ہو کر امت کو ناقدینِ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روشناس کرانے کے لیے لکھی ہے لیکن انہوں نے اس اور اس جیسی کئی دیگر عبارات میں اکابر پر نقدِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ کئی دیگر الزامات لگا کر ہمارے اس وہم کو دور کر دیا اور خود یہ بات ثابت کر دی کہ انہوں نے یہ کتاب بغضِ اکابر میں مبتلا ہو کر امت کو اکابر اور اسلاف سے متنفر اور برگشتہ کرنے کے لیے ہی لکھی ہے۔

خیانت نمبر (18) :

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ہاشمی صاحب مختصر المعانی میں علامہ سعد الدین تفتا زانی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش کردہ ایک مثال "رکب علی و هرب معاوية" کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں :

"موصوف اس مثال کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ : پس تعظیم لفظِ علی سے ماخوذ ہے کہ اس میں علو (یعنی سربلندی) کا مفہوم پایا جاتا ہے اور اہانت لفظِ معاویہ سے ماخوذ ہے کیونکہ وہ عویٰ سے مشتق ہے اور وہ بھیڑیے اور کتے کا بھونکنا ہے۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 112)

تبصرہ :

حالانکہ اس مثال کی یہ وضاحت علامہ تفتا زانی رحمۃ اللہ علیہ کی بجائے حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے ۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی حاشیہ میں تحریر فرمودہ وضاحت کو علامہ تفتا زانی رحمۃ اللہ علیہ کے سر تھوپ کر موصوف نہ معلوم کیا بتانا چاہتے ہیں ؟

خیانت نمبر (19) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

"علامہ تفتا زانی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارےم یں مزید لکھتے ہیں کہ : "ويتاول تاويلا فاسدا" معاویہ فاسد تاویل کرتا تھا ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 116)

تبصرہ :

ہاشمی صاحب نے اس عبارت کو تین شدید ترین خیانتوں سے

آلودہ کر کے پیش کیا ہے۔

(1) یتاول کا فاعل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بنایا ہے۔

(2) یتاول کا ترجمہ ماضی استمراری کے ساتھ (کرتا تھا) کیا ہے۔

(3) عبارت کا سباق جس کو نقل کرنے سے یہ خیانتیں بے نقاب ہو سکتی تھیں، نقل نہیں کیا۔

ان تینوں باتوں کے ثبوت کے لیے یتاول تاویلا فاسدا کو اس کے ما قبل سے ملا کر ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ تفتا زانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"فان قیل: لا کلام فی ان علیا اعلم و افضل و فی باب الاجتہاد اکمل لٰکن من این لکم ان اجتہادہ فی ھٰذہ المسئلۃ و حکمہ بعدم القصاص علیٰ الباغی او باشتراط زوال المنعۃ صواب و اجتہاد القائلین بالوجوب خطا لیصح لہ مقاتلتہم وھل ھٰذا الا کما اذا خرج طائفۃ علیٰ الامام و طلبوا منہ الاقتصاص ممن قتل مسلما بالمثقل۔ قلنا: لیس قطعنا بخطاھم فی الاجتہاد عائدا الیٰ حکم المسئلۃ نفسہ بل الیٰ اعتقادھم ان علیا رضی اللہ عنہ یعرف القتلۃ باعیانہم و یقدر علیٰ الاقتصاص منہم کیف و قد کانت عشرۃ اٰلاف من الرجال یلبسون السلاح و ینادون اننا کلنا قتلۃ عثمان و بھٰذا یظھر الفساد ما ذھب الیہ عمرو بن عبیدۃ و واصل بن عطاء من ان المصیب احدی الطائفتین و لا نعلمہ علیٰ التعیین و کذا ما ذھب الیہ البعض من ان کلتا الطائفتین علیٰ الصواب بناء علیٰ تصویب کل مجتہد و ذٰلک لان الخلاف انما ھو فی ما اذا کان کل منہما مجتہدا فی الدین علیٰ الشرائط المذکورۃ فی الاجتہاد لا فی کل من یتخیل شبہۃ واھیۃ و یتاول تاویلا

[Website: DifaAhleSunnat.com]

فاسدا۔"

(شرح المقاصد ، مطبوعہ عالم الکتب : ج 5 ص 308 ، 309)

"اگر کہا جائے کہ علی رضی اللہ عنہ کے زیادہ جاننے والا ، زیادہ فضیلت والا اور بابِ اجتہاد میں زیادہ کامل ہونے میں تو کوئی کلام نہیں لیکن تمہارے پاس اس کی کیا دلیل ہے کہ اس مسئلہ میں ان کا اجتہاد اور باغیوں کے بارے میں عدم قصاص کا یا قصاص کو ان کی قوتِ مزاحمت زائل ہونے سے مشروط کرنے کا فیصلہ صواب ہے اور قائلینِ وجوبِ قصاص کا اجتہاد خطا ہے جس کے نتیجے میں ان کے ساتھ لڑائی درست ہے ؟ یہ تو ایسے ہی ہے جیسے جب کوئی گروہ امام کے خلاف خروج کرے اور اس سے کسی مسلمان کو بھاری آلے سے قتل کرنے والے شخص سے قصاص لینے کا مطالبہ کرے (تو یہ جائز ہے ۔) تو ہم یہ کہیں گے کہ نفسِ مسئلہ کے حکم کو دیکھتے ہوئے ہم ان کی قطعی خطا کے قائل نہیں بلکہ اس لیے کہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ قاتلوں کو اچھی طرح پہچانتے ہیں اور ان سے قصاص لینے پر قادر ہیں ۔ جبکہ دس ہزار مسلح افراد ہیں جو "ہم سب عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتل ہیں" کی صدا لگا رہے ہیں ۔

اور اسی سے عمرو بن عبید اور واصل بن عطاء کے اس مذہب کا غلط ہونا ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں گروہوں میں سے مصیب تو ایک ہی ہے لیکن ہم اسے متعین طور پر نہیں جانتے ۔ اور اسی طرح بعض لوگوں کے اس مذہب کا غلط ہونا بھی ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں گروہ مصیب ہیں اس بناء پر کہ ہر مجتہد مصیب ہوتا ہے ۔ اس لیے کہ اختلاف تبھی معتبر ہوتا

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ہے جب دونوں میں سے ہر ایک اجتہاد کی ذکر کردہ شرائط کے مطابق مجتہد فی الدین ہو ۔ نہ کہ ہر اس شخص کا جو اپنے دماغ میں کوئی کمزور شبہ پیدا کرے اور فاسد تاویل سے کام لے ۔"

اس طویل عبارت کو نقل کرنے کا مقصد یہی ہے کہ قارئین اس دھوکے کی حقیقت جان لیں جو ہاشمی صاحب اپنی من چاہی عبارت کو اپنے من پسند ترجمے اور ترکیب کے ساتھ درج کر کے دینا چاہتے ہیں ۔ نیز یہ جملہ (معاویہ فاسد تاویل کرتا تھا) ہاشمی صاحب نے ص 56 اور 453 پر بھی علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا ہے ۔ حالانکہ وہ علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب سے اس کا ثبوت پیش نہیں کر سکتے ۔ اگر ہماری یہ بات غلط ہے تو موصوف اور ان کے ہر ہم مسلک و ہم مشرب کو دعوتِ عام ہے کہ وہ ایسی کوئی عبارت علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ کی کسی کتاب سے پیش کر دیں جس کا اردو ترجمہ یہی ہو ۔

خیانت نمبر (20) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

"میر سید شریف جرجانی شارحِ مواقف نے کہا ہے کہ : ہمارے بہت سے اصحاب کا قول ہے کہ یہ اختلاف اجتہاد پر مبنی نہیں تھا ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 122)

تبصرہ :

یہ میر سید شریف جرجانی رحمۃ اللہ علیہ پر صریح بہتان ہے اور ہاشمی صاحب کی کذب بیانی کا منہ بولتا ثبوت ہے ۔ موصوف اور ان کے

اعوان و انصار مل کر بھی میر جرجانی کی کسی کتاب سے ان کا یہ جملہ (یہ اختلاف اجتہاد پر مبنی نہیں تھا ۔) نہیں دکھا سکتے ۔

خیانت نمبر (21) :

ہاشمی صاحب شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں :

"حکیم الامت مولانا شاہ اشرف علی تھانوی رحمۃاللہ علیہ نے ان کے اس دور کا ایک واقعہ بروایت مدنی الاصل سید مولوی نصیر الدین صاحب نقل کیا ہے جس میں لفظ اللہ کے حرف الف کی انتہائی فحش اور قبیح انداز میں (مگر بزعم حضرت تھانوی صاحب) حکیمانہ وضاحت کی گئی ہے جس سے اللہ کی بھی توہین ہوتی ہے ۔ اس توضیح کو تو نجی محفل میں کسی دوست کے سامنے بھی زبان پر نہیں لایا جا سکتا چہ جائیکہ اس واقعہ کو ایک دینی کتاب کی زینت بنا کر آخر میں ان الفاظ کے ساتھ اس کی تائید و تصدیق بھی کر دی جائے "غرض ان حکمتوں سے شاہ صاحب نے باطل کو شکست دی ہے ۔" معلوم نہیں اس توہین آمیز واقعہ میں کون سی حکمت پوشیدہ تھی۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین:ص150)

تبصرہ:

اس عبارت پر تبصرے سے پہلے وہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں :

"اس زمانے میں ایک صاحب مولوی نصیر الدین صاحب تھے جو مدنی الاصل ، قوم کے سید اور شاہ صاحب کے شاگرد تھے ۔ یہ صاحب خانم کے بازار میں رہتے تھے اور نہایت خوش بیان اور ذہین عالم تھے ۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ایک مرتبہ صاحب اور شاہ صاحب چاندنی چوک گئے ۔ شاہ صاحب چونکہ نابینا تھے اس لیے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے ۔ وہاں پہنچ کر شاہ صاحب کو معلوم ہوا ایک شور مچ رہا ہے ۔ انہوں نے مولوی نصیر الدین صاحب سے فرمایا جا کر دیکھو کیا شور ہے ۔ وہ گئے اور واپس آ کر شاہ صاحب سے کہ دیا کہ حضرت کوئی بات نہیں یونہی بے ہودہ شور ہے ۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ ''علم شے بہ از جہل شے'' تم جا کر اس شور کا اصل منشاء معلوم کرو ۔ جب شاہ صاحب نے اصرار فرمایا تو انہوں نے مجبوراً عرض کیا کہ حضرت ایک فقیر بیٹھا ہوا ہے اور اپنے عضوِ تناسل کو تانے ہوئے اور اس میں ڈورا باندھے ہوئے ہے اور یہ کہ رہا ہے کہ نعوذ باللہ یہ الف ہے اللہ کا ۔ شاہ صاحب نے فرمایا کہ جاؤ اور اس کی کمر میں اتنی زور سے لات مارو کہ وہ گر پڑے اور کہو : او بے وحدت خود منڈے ! کیا بکتا ہے ؟ (خود منڈے ۔ بے پیرے ، خودرو) الف خالی ہوتا ہے اور اس کے نیچے دو نقطے ہیں ۔ چنانچہ مولوی نصیر الدین نے ایسا ہی کیا اور اس کا اثر یہ ہوا کہ اس فقیر کے پیچھے تالی بج گئی اور وہ نہایت خفیف ہو کر چل دیا ۔ غرض ان حکمتوں سے شاہ صاحب نے باطل کو شکست دی ہے ۔''

(ارواحِ ثلاثہ یعنی حکایاتِ اولیاء ، مطبوعہ مکتبہ عمر فاروق کراچی : ص 29 ، 30)

حالانکہ لفظ اللہ کے حرف الف کی انتہائی فحش اور قبیح انداز میں وضاحت اور توہین تو اس فقیر کے کلام میں تھی نا کہ شاہ صاحب کے جواب میں اور اس کا اثر یہ ہوا کہ ''اس فقیر کے پیچھے تالی بج گئی اور وہ

نہایت خفیف ہو کر چل دیا۔'' دجل کی انتہاء دیکھیے کہ موصوف نے شاہ صاحب کے دندان شکن جواب کو خود ہی العیاذ باللہ لفظِ اللہ کی توہین آمیز وضاحت اور فحش و قبیح توضیح قرار دیا اور پھر خود ہی اس پر برسنا شروع کر دیا۔ علاوہ ازیں یہ واقعہ موصوف کی اس کتاب کے موضوع اور اس کی غرض و غایت سے چنداں مطابقت نہیں رکھتا۔ لہٰذا ہم موصوف سے بجا طور پر یہ پوچھ سکتے ہیں کہ آپ کے اس واقعے کا ذکر کرنے میں کون سی حکمت ہے ؟

نیز حکمتیں حکماء کو ہی نظر آیا کرتی ہیں چنانچہ اگر آپ کو اس واقعے میں موجود روزِ روشن کی طرح واضح حکمت (گستاخ کا لچر استدلال اسی پر الٹ کر اسے اس کی حیثیت کے مطابق جواب دینا) نظر نہیں آئی تو حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو مطعون کرنے کے بجائے

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

خیانت نمبر (22) :

ہاشمی صاحب حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں :

''حضرت نانوتوی زیر عنوان ''مذہب امیر معاویہ در بارہ خلافت'' لکھتے ہیں کہ ''حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ خلافت کے متعلق یہ تھا کہ جس کسی کو مملکت کے انتظام کا سلیقہ دوسروں سے زیادہ ہو ، گو اس سے افضل ہوں تو دوسروں سے اس کا خلیفہ بنانا افضل ہے۔ اس بات پر نظر رکھتے ہوئے یزید کو انہوں نےدوسروں سے افضل جانا اور

اگر (بالفرض) افضل نہ بھی جانا جاتا تو اس سے آگے بات آگے نہیں بڑھتی کہ انہوں نے افضل کو چھوڑ دیا۔ جیسا کہ گزشتہ مقدمات میں واضح ہو گیا کہ افضل کا خلیفہ بنانا افضل ہے نہ کہ واجب۔ لیکن اتنی بات کے باعث ترکِ افضل کا ان پر گناہ نہیں تھوپا جا سکتا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گالم گلوچ سے ہم پیش آئیں اور پھر ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جلیل القدر صحابہ میں شمار نہیں کرتے ہیں (از اجلہ صحابہ نمی شماریم) کہ افضل اور اولیٰ کے ترک کرنے کے باعث ان جیسے معاملات میں ہم ان کی طرف سے معذرت پیش کریں۔"

(سیدنامعاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 167)

تبصرہ :

دراصل یہ قول (اور پھر ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جلیل القدر صحابہ میں شمار نہیں کرتے ہیں) مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں بلکہ مترجم (مولانا انوار الحسن شیر کوٹی) کا ایک تسامح ہے جسے ہاشمی صاحب نے مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے کھاتے ڈال دیا ہے۔ اگر مندرجہ بالا عبارت کی فارسی اصل کو بنظرِ غائر دیکھا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے۔

اصل فارسی عبارت یہ ہے :

"و اینطرف مذہب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ در بارہ خلافت آں بود کہ ہر کرا سلیقہ مملکت زائد از دیگراں باشد گو افضل از و باشند،افضل است از دیگراں نظر بریں او را افضل از دیگراں دانستند و اگر افضل ندانستند پس بیش ازیں نیست کہ ترک افضل کردند۔ چنانچہ در مقدمات سابقہ واضح شدہ کہ استخلاف افضل ، افضل است نہ واجب لیکن این

قدر را گناہ نتواں گفت کہ بسب و شتم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پیش آیئم و اینطرف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ را از اجلہ صحابہ نمی شماریم کہ بنسبت ترک افضل و اولیٰ ہم درین چنیں امور معذرۃ نمایئم ۔"

(قاسم العلوم مع ترجمہ انوار النجوم ، مطبوعہ ناشران قرآن لاہور : ص 174)

اب اس کا بے داغ ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ خلافت کے متعلق یہ تھا کہ جس کسی کو مملکت کے انتظام کا سلیقہ دوسروں سے زیادہ ہو ، گو اس سے افضل ہوں تو دوسروں سے اس کا خلیفہ بنانا افضل ہے ۔ اس بات پر نظر رکھتے ہوئے یزید کو انہوں نے دوسروں سے افضل جانا اور اگر (بالفرض) افضل نہ بھی جانا جاتا تو اس سے آگے بات آگے نہیں بڑھتی کہ انہوں نے افضل کو چھوڑ دیا ۔ جیسا کہ گزشتہ مقدمات میں واضح ہو گیا کہ افضل کا خلیفہ بنانا افضل ہے نہ کہ واجب ۔ لیکن اتنی بات کے باعث ترکِ افضل کا ان پر گناہ نہیں تھوپا جا سکتا کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گالم گلوچ سے ہم پیش آئیں اور پھر ہم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو جلیل القدر صحابہ میں شمار نہ کریں بلکہ افضل اور اولیٰ کے ترک کرنے کے باعث ان جیسے معاملات میں ہم ان کی طرف سے معذرت پیش کرتے ہیں ۔"

یہی وجہ ہے کہ اس متنازعہ جملے (از اجلہ صحابہ نمی شماریم) کا مولانا انوار الحسن شیر کوٹی رحمۃ اللہ علیہ والا ترجمہ وکیلِ صحابہ حضرت مولانا محمد نافع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی قبول نہیں فرمایا بلکہ "سیرتِ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ" میں اس کا درست ترجمہ ان الفاظ میں فرمایا ہے ۔

"اور ان کو اکابر صحابہ میں سے شمار نہ کریں۔"

(سیرتِ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ، مطبوعہ دار الکتاب : ص 643)

اور پھر اگر مولانا انوار الحسن شیر کوٹی رحمۃ اللہ علیہ والا ترجمہ ہی درست مانا جائے تب بھی اس کا درست مطلب انہوں نے حاشیہ میں بیان کر دیا ہے جس کو ہاشمی صاحب نے نقل تو کر دیا لیکن اس کا صحیح مطلب بیان نہیں کیا ۔

مولانا شیر کوٹی فرماتے ہیں :

"یعنی چونکہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کی طرح کے ایسے صحابہ میں سے نہ تھے کہ یزید کو اپنا جا نشین بنانے پر ان کی طرف سے ہم معذرت پیش کریں۔

(قاسم العلوم مع ترجمہ انوار النجوم ، مطبوعہ ناشرانِ قرآن لاہور : ص 175)

یعنی اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کو اختیار کر بھی لیا تو کون سی قیامت ٹوٹ پڑی ؟ وہ حضرات خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم کے مرتبے کے جلیل القدر صحابی تھوڑے ہی ہیں کہ ان کے اس فعل (ترکِ افضل) پر ان کی طرف سے زیادہ کلام کیا جائے ۔

با وجود یکہ افضل کو چھوڑ کر غیر افضل کو اختیار کرنا حقیقتاً گناہ

[Website: DifaAhleSunnat.com]

بھی نہیں کیونکہ اس چیز کا صدور تو نبی پاک ﷺ سے بھی ہوا ہے مثال کے طور پر اسیرانِ بدر کے معاملے میں آپ ﷺ نے فدیہ کا فیصلہ فرمایا مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر متنبہ فرمایا جس سے معلوم ہوا کہ فدیہ کی بجائے قتل افضل تھا۔

ہاں ! اگر ترکِ افضل کو گناہ کہا بھی جائے تو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے شایانِ شان نہ ہونے کی وجہ سے محض صورتاً گناہ ہو گا اور صورتاً گناہ عند اللہ قابلِ مواخذہ اور عند الناس قابلِ طعن نہیں ہوتا چنانچہ اسے ان کی خطاءِ اجتہادی کہا جائے گا جس پر وہ از روئے حدیث ماجور ہیں۔

خیانت نمبر (23) :

ہاشمی صاحب قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں :

"قارئینِ کرام ! کیا حضرت کا یہ فرمانا بھی حق ہے ؟ کہ : ہم سب اہل سنت ائمہ اثنا عشر کو امام اور مقتدائے دین و قطبِ ارشاد عقیدہ رکھتے ہیں اور امام ظاہر بجز حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور چھ مہینے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو نہیں جانتے اگر چہ ان میں لیاقت امامت ظاہرہ کی سب معاصرین سے زیادہ تھی مگر وقوع اس کا بسبب ان کے زہد کے تقدیر الٰہی سے نہ ہوا۔(تالیفاتِ رشیدیہ تحت ہدایت الشیعہ، مطبوعہ ادارہ اسلامیات: ص 584)

اس عبارت میں موصوف نے اہل تشیع کے بارہویں فرضی امام مہدی کو بھی اہل سنت کا پیشوا ، مقتدا اور قطبِ ارشاد (بحیثیت عقیدہ)

[Website: DifaAhleSunnat.com]

قرار دیا ہے جو بعد از ظہور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہاپر حد جاری کرنے کے علاوہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو روضہ نبوی ﷺ سے نکال کر ہزار مرتبہ روزانہ قتل کرے گا ۔ حضرت گنگوہی کی اس عبارت میں ائمہ اثنا عشر سے کسی فاسد ترین تاویل کے ذریعے بھی ہر گز سنی مہدی مراد نہیں لیا جا سکتا ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 174)

تبصرہ :

حالانکہ اس عبارت سے سنی مہدی مراد لینے کے لیے کسی فاسد ترین تاویل کی ضرورت تو تب ہوتی جب خود اس عبارت کا اگلا حصہ اس سے سنی مہدی مراد لینے کا تقاضا نہ کر رہا ہوتا مگر کیا کیا جائے کہ اس عبارت کو مکمل پڑھنے والا اس سے سنی مہدی مراد لینے پر ہی خود کو مجبور پاتا ہے ۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ہاشمی صاحب اس عبارت کے سیاق سے صاف آنکھیں چرا گئے ۔ مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں :

" ہم سب اہل سنت ائمہ اثنا عشر کو امام اور مقتدائے دین و قطبِ ارشاد عقیدہ رکھتے ہیں اور امام ظاہر بجز حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور چھ مہینے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے اور کسی کو نہیں جانتے اگر چہ ان میں لیاقت امامت ظاہرہ کی سب معاصرین سے زیادہ تھی مگر وقوع اس کا بسبب ان کے زہد کے تقدیر الٰہی سے نہ ہوا ۔ کیونکہ امام کا کام انتظام رعایا اور داد مظلوم ظالم سے لینا اور جہاد وغیرہ امور ہوتے ہیں اور پھر ان حضرات دہ گانہ میں کبھی یہ بات ہوئی ہے جو ان کو امام ظاہر کہا جاوے ورنہ یوں تو جس کو چاہو امام نام رکھ لو ہاں ! استحقاق و لیاقت میں کچھ

کلام نہیں مگر محض لیاقت سے تو کام نہیں چلتا ۔ اگر لیاقتِ امام کا نام امام ہے تو اتنا تو ہم بھی مقر ہیں ورنہ بقول سائل شیعہ کو وہی خواہش و ہوا کاامام بنا کر پرستش کرنا پڑا ۔ خیر ! ہم زیادہ یہاں کچھ نہیں کہتے ۔ جواب سائل کو شافی حاصل ہو گیا ۔ ہاں ! البتہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو زندہ تصور کر کے امام ٹھہرانا یہ بھی ایک مضحکہ صبیان ہے اور پابندی اپنے اصول میں ایسی ہزل پر عقیدہ رکھنا محض حماقت۔"

(تالیفاتِ رشیدیہ تحت ہدایت الشیعہ ص 584 مطبوعہ ادارہ اسلامیات)

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا شیعہ کے مزعومہ امام مہدی کے تصور کو مضحکہ صبیان[24] فرمانا اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ جس امام کو وہ قطب الارشاد اور مقتدائے اہل سنت فرما رہے ہیں وہ شیعہ کا مضحکہ صبیان غار والا مہدی المنتظر نہیں بلکہ سنیوں کا کامل الایمان ، مجاہدِ زمان امام مہدی علیہ الرضوان ہے ۔

خیانت نمبر (24) :

ہاشمی صاحب نے تجلیاتِ صفدر سے حجۃ اللہ فی الارض ، امام المناظرین حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر کردہ 2 روایات "سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین" ص 681 پر نقل کی ہیں :

"خدا کی قسم ہم (ابنِ غسیل الملائکہ ، عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء) یزید کے خلاف اس وقت تک نہیں اٹھے

---

24 - بچوں کا ہنسی کھیل

[Website: DifaAhleSunnat.com]

یہاں تک کہ ہمیں خوف ہوا کہ اب نہ اٹھنے سے آسمان سے ہم پر پتھر نہ برس پڑیں ۔ یہ وہ آدمی ہے جو باپ کی ان لونڈیوں سے بھی صحبت کرتا ہے جن سے باپ کی اولاد پیدا ہوئی ، اور وہ بیٹیوں اور بہنوں سے بھی صحبت کرتا ہے ، شراب پیتا ہے اور نماز نہیں پڑھتا ۔''

''یزید نوجوانی میں ہی شراب پیتا تھا اور نوجوانوں والی حرکتیں کرتا تھا ۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے نرمی سے نصیحت فرمائی کہ بیٹا ایسے کام نہ کرو جس سے مروت ختم ہو جائے ، دشمن خوش ہوں ، دوست برا سمجھیں ۔ اور فرمایا کم از کم دن بھر ایسی باتوں سے صبر کیا کرو اور جب رات آتی ہے تو رقیب کی آنکھ بند ہو جاتی ہے ۔ کتنے فاسق ہیں کہ دن عبادت میں گزارتے ہیں اور رات لذت و عیش میں گزارتے ہیں ۔''

بعد ازاں ان عبارات پر انتہائی دجل انگیز تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

''یزید کی ولادت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ امارت میں بعہد عثمانی (علیٰ اختلاف الاقوال) 65 ھ ، 66 ھ یا 67 ھ میں ہوئی تھی ۔ زبدۃ المحدثین کی توضیح کے مطابق یزید کو نوجوانی کے عالم سے ہی مذکورہ افعالِ قبیحہ کی لت پڑ گئی تھی اور وہ اپنی وفات 64 ھ تک ان امور کا عادی رہا ہے ۔ گویا وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اپنی بیٹیوں ، ماؤں اور بہنوں (جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لونڈیاں اور بیٹیاں تھیں) کے ساتھ زنا کرتا تھا ۔ جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان امور کا علم ہوا تو انہوں نے پہلے نرمی سے سمجھایا اور

[Website: DifaAhleSunnat.com]

پھر کسی مجبوری کے تحت فرمایا کہ : کم از کم دن بھر ایسی باتوں سے صبر کیا کرو اور جب رات آتی ہے تو رقیب کی آنکھ بند ہو جاتی ہے ۔ کتنے فاسق ہیں کہ دن عبادت میں گزارتے ہیں اور رات لذت و عیش میں گزارتے ہیں ۔

شجاعتِ معاویہ رضی اللہ عنہ اور مقامِ صحابیت سے آشنا لوگ ہی اس بات کا صحیح اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس نصیحت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی کس قدر توہین پائی جاتی ہے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ اور قلم تو پرائمری ماسٹر اوکاڑوی کا ہے لیکن ذہن اور دماغ غلام حسین نجفی کا ۔"

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 686)

تبصرہ :

ہاشمی صاحب کے اس تبصرے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بقول حضرت اوکاڑوی ، یزید حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں اپنی بیٹیوں ، ماؤں اور بہنوں (جو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی لونڈیاں اور بیٹیاں تھیں) کے ساتھ زنا کرتا تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھی اس کا علم تھا لیکن انہوں نے پھر بھی نرمی سے سمجھایا اور پھر مذکورہ بالا نصیحت فرمائی ۔ حالانکہ یہ (محرمات سے زنا کا) الزام اس پر حضرت عبد اللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں لگا ہے اور ان کی یہ روایت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کے اس وقت کی ہے جب انہوں نے یزید کے خلاف خروج فرمایا تھا ۔ اور جس روایت

میں یزید پلید[25] کی بد عملیوں پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نرمی سے سمجھانے اور مذکورہ بالا نصیحت کرنے کا ذکر ہے ، اس میں زنا کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ پر اسی اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مسلک اہل السنۃ و الجماعۃ احناف دیوبند کے عالمی وکیل اور ترجمان ، استاذِ گرامی ، سیدی و مرشدی ، متکلمِ اسلام حضرت مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

”معترض ان دونوں روایتوں کو خلط ملط کر کے نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ہی یہ برے کام کرتا تھا اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی خبر بھی تھی لیکن آپ نے سزا کی بجائے یزید سے کہا رات کو یہ کام کر لیا کرو نعوذ باللہ ۔

اوپر ذکر کی گئی تفصیل سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں واقعات الگ تھلگ ہیں ۔ یزید حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ظاہری طور پہ کچھ نہ کچھ ٹھیک ہو گیا تھا اور بد کاری والا واقعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد کا ہے ۔ لہٰذا ان دونوں کو ایک بنا کر پیش کرنا دیانت کے سراسر منافی ہے ۔“

(دار الافتاء مرکز اہل السنۃ و الجماعۃ سرگودھا ، فتویٰ نمبر 784 ۔ مؤرخہ 15 مئی 2020ء)

الحاصل: معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ اور قلم تو ریٹائرڈ پروفیسر ہاشمی کا ہے لیکن ذہن اور دماغ احمد رضا خان بریلوی کا۔

خیانت نمبر (25) :

---

25 - بقول امیرِ شریعت رحمۃ اللہ علیہ —— سواطع الالہام

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ہاشمی صاحب اس کتاب کے اختتامیے میں لکھتے ہیں :

”راقم الحروف نے اکابر کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین کی قطار میں ہر گز کھڑا نہیں کیا بلکہ ان کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے بغیر کسی قطع و برید اور توڑ موڑ کے پوری احتیاط سے ان کے کلمات نقل کیے ہیں ۔“

(سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین : ص 454)

تبصرہ :

یہاں ہماری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کتاب کا نام ”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین“ رکھنے ، اکابر کے اسماء گرامی پر عنوانات قائم کرنے اور ان کی عبارات پر متعصبانہ بحث کرنے کے با وجود موصوف کے اس فرمانِ عالیشان کو پروفیسرانہ غائب دماغی کا شاخسانہ کہا جائے یا قارئین کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی دانستہ کوشش ؟

خنجر پہ کوئی داغ نہ دامن پہ کوئی چھینٹ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

جبکہ موصوف خود صفحہ نمبر 12 پر یہ دعویٰ بھی فرما چکے ہیں :

”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے سنی ناقدین کے تنقیدی کلمات سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ ان میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر سب کے علاوہ طعن کی جملہ قسمیں بھی پائی جاتی ہیں ۔“

باقی جہاں تک ”بغیر کسی قطع و برید اور توڑ موڑ کے پوری احتیاط سے“ اکابر کے کلمات نقل کرنے کا تعلق ہے تو اس کے چند ”نمونے“ آپ اب تک دیکھ چکے ہیں ۔

خیانت نمبر (26) :

ہاشمی صاحب ”سیدنا مروان بن الحکم شخصیت و کردار“ میں لکھتے ہیں :

محدثینِ کرام اور علماء اسماء الرجال نے صحابی کی معرفت کے حسب ذیل طریقے یا اصول متعین کیے ہیں :

1- ایسا شخص جس کا صحابی ہونا تواتر سے ثابت ہو جیسے حضرات عشرہ مبشرہ اور اکابر صحابہ ۔

2- ایسا شخص جس کا صحابی ہونا مشہور ہو یا مشہور روایات سے ثابت ہو اگرچہ تواتر کے درجے تک نہ پہنچا ہو مثلاً ضمام بن ثعلبہ اور عکاشہ بن محصن ۔

3- کوئی مشہور صحابی کسی شخص کے صحابی ہونے کی شہادت دے جیسے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ حممہ بن ابی حممہ دوسی صحابی ہیں۔

4- کسی صحابی کا یہ کہنا کہ میں فلاں شخص کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا یا آپ ﷺ نے میرے سامنے فلاں شخص سے گفتگو فرمائی ۔

5- اس کا صحابی ہونا تابعی کے قول سے ثابت ہو اور وہ شخص ایسے زمانے تک بقید حیات رہا ہو جس سے اس کے صحابی ہونے کا امکان پایا جاتا ہو۔علماء نے یہ زمانہ 110 ھ تک مقرر کیا ہے۔اس کے بعد کوئی شخص صحابی ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔“

[Website: DifaAhleSunnat.com]

(سیدنا مروان بن الحکم شخصیت و کردار : ص 64 ، 65)

تبصرہ :

حالانکہ مروان کی صحابیت پر موصوف کے پیش کردہ دلائل میں سے کسی دلیل میں بھی ان میں سے کوئی اصول نہیں پایا جاتا ۔ حیرت ہے کہ موصوف نے ایک پوری کتاب تو مروان پر لکھ ماری لیکن اسی کتاب میں ذکر کردہ ان پانچ طریقوں یا اصولوں سے کسی ایک سے بھی اس کی صحابیت ثابت نہ کر سکے ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

خیانت نمبر (27) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

”حافظ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے تو حضرت احنف بن قیس کو محض نبی اکرم ﷺ کا زمانہ پانے کی وجہ سے صحابی تسلیم کر لیا ہے حالانکہ انہوں نے کبھی نہ نبی اکرم ﷺ کو دیکھا اور نہ ہی نبی اکرم ﷺ نے انہیں دیکھا ہے :

"قد ادرك النبى صلى الله عليه و سلم و لم يره و دعا له النبى عليه الصلوٰة و السلام فمن هناك ذكرناه فى الصحابة لانه اسلم على عهد النبى صلى الله عليه و سلم۔" (الاستیعاب مع الاصابہ : الجزء الاول۔۔ ص : 126)“

(سیدنا مروان بن الحکم شخصیت و کردار : ص 65)

تبصرہ :

حالانکہ حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے تو حضرت احنف بن قیس کو محض صحابہ میں ذکر کیا ہے ۔ صحابی تسلیم کہاں کیا ہے ؟ اگر صحابہ میں ذکر کرنے کا مطلب صحابی تسلیم کرنا ہے تو پھر ہاشمی صاحب سے گزارش ہے کہ وہ ان تمام حضرات کو بھی صحابی تسلیم فرما لیں جنہیں حافظ ابن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ میں ذکر کیا ہے حالانکہ وہ تابعی ہیں مثلاً ربیعہ بن عبد اللہ بن الہدیر تمیمی ، ابو مسلم خولانی ، عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود ہذلی ، جبیر بن نفیر حضرمی و غیرہ رحمہم اللہ ۔

خیانت نمبر (28) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

"جہاں تک حضرت مروان پر صحابی کی تعریف کے اطلاق کا تعلق ہے تو حافظ ابن عبد البر (م 463 ھ) نے الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (الجزء الثالث : ص 425 تا 429) اور علامہ ابنِ حجر عسقلانی (م 852 ھ) نے الاصابہ فی تمیز الصحابہ (الجزء الثالث : ص 477، 478) میں القسم الثانی کے تحت لا کر ان کی صحابیت پر مہرِ تصدیق ثبت کر دی ہے ۔"

(سیدنا مروان بن الحکم شخصیت و کردار : ص 66)

تبصرہ :

اگر صحابہ میں ذکر کرنے کا مطلب صحابیت پر مہرِ تصدیق ثبت کرنا ہے تو پھر ان ہی علامہ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی اس عبارت کا کیا مطلب ہے ؟

"لان مروان لا یصح لہ سماع من النبی ﷺ و لا صحبۃ ۔"

(فتح الباری ، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت : ج 5 ص 313)

"کیونکہ مروان کے لیے نبی ﷺ سے سماع ثابت ہے نہ صحابیت۔"

خیانت نمبر (29) :

ہاشمی صاحب سیدنا مروان بن الحکم شخصیت و کردار صفحہ 68 ، 69 ، 71 ، 72 پر قیل اور یقال جیسے الفاظ سے مروی روایات سے مروان کی صحابیت اور روئیت ثابت کر رہے ہیں ۔

تبصرہ :

کیا ہم موصوف کے اپنے الفاظ میں ان سے یہ پوچھ سکتے ہیں ؟ کہ :

"کیا قیل،یقال،یزعمون جیسے الفاظ سے شہادت و گواہی کا تقاضا پورا ہو جاتا ہے ؟ کیا یہ الفاظ بد گمانی کا مفہوم نہیں دے رہے ؟ "

(سیدنا مروان بن الحکم شخصیت و کردار : ص 392)

خیانت نمبر (30) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

"بہر حال حضرت مروان طائفہ کثیرہ کے نزدیک صحابی ہیں ۔"

(سیدنا مروان بن الحکم شخصیت و کردار : ص 72)

تبصرہ :

اگر بالفرض یہ بات تسلیم کر بھی لی جائے تو اول تو موصوف ہی کے پیش کردہ پانچ اصولوں میں کہیں یہ نہیں ہے کہ وہ شخص صحابی ہے جسے طائفہ کثیرہ صحابی مان لے ۔ اور پھر اگر بالفرض طائفہ کثیرہ اس کو صحابی مانتا بھی ہے تو بھی وہ اس طائفہ سے بڑا نہیں ہو سکتا جو اسے صحابی

[Website: DifaAhleSunnat.com]

نہیں مانتا ۔ ذیل میں ہم چند افراد اور ان کے اقوال پیش کر رہے ہیں جو مروان کو صحابی نہیں مانتے ۔

1- امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ :

" قال الترمذی؛ سالت محمدا یعنی البخاری قلت له مروان بن الحکم رای النبی ﷺ؟ قال: لا ۔"

(تحفۃ التحصیل فی ذکر رواۃ المراسیل ، مطبوعہ مکتبۃ الرشد ریاض : ص 298)

"امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد یعنی امام بخاری سے پوچھا کہ کیا مروان بن الحکم نے نبی ﷺ کی زیارت کی ہے ؟ انہوں نے فرمایا : نہیں ۔"

2- امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ :

"و مروان لم یسمع من النبی ﷺ وھو من التابعین ۔"

(سنن الترمذی ، مطبوعہ مکتبۃ المعارف ریاض : ص 678)

"مروان نے نبی کریم ﷺ سے سماع نہیں کیا بلکہ وہ تابعین میں سے ہے ۔"

3- امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ :

"من روی عن معاویۃ من تابعی المدینۃ ۔۔ مروان بن الحکم عن معاویۃ"

(المعجم الکبیر للطبرانی ، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ بیروت : ج 8 ص 283)

"مدینہ کے وہ تابعی راوی جنہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے ۔ مروان بن الحکم ؛ معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ۔"

4- علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ :

"وأما مروان فلم تصح له صحبة۔"

(عمدۃ القاری ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت : ج 10 ص 53)

"مروان کے لیے صحابیت ثابت نہیں ہے ۔"

5- علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ :

"لا يثبت له صحبة ۔"

(شرح الزرقانی علی المؤطا ، باب الوضوء من مس الفرج : ج 1 ص 129)

"مروان کے لیے صحابیت ثابت نہیں ہے ۔"

6- علامہ ابن الاثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ :

"ولم ير النبی ﷺ"

(اسد الغابہ ، تحت مروان بن الحکم : ج 1 ص 1003)

"مروان نے نبی ﷺ کو نہیں دیکھا۔"

7- ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ :

"ولم ير النبی ﷺ"

(مرقاۃ المفاتیح ، باب صلوۃ العیدین ۔ ج 5 ص 156)

"مروان نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا۔"

8- علامہ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ :

"ولا يحتج بروايته۔"

(فتح الباری لابن رجب ، باب الکلام اذا اقیمت : ج 4 ص 429)

"اور اس کی روایت قابل حجت نہیں ہے ۔"

(صحابی سمجھ کر کون یوں کہتا ہے ؟)

9- امام نووی رحمۃ اللہ علیہ :

[Website: DifaAhleSunnat.com]

"ولم یسمع النبی ﷺ ولا راٰہ۔"

(تہذیب الاسماء و اللغات ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت : ج 2 ص 87)

10- امام بدر الدین عینی رحمہ اللہ:

"أنه قال لما طلب الخلافة فذكروا له ابن عمر فقال ليس ابن عمر بأفقه مني و لكنه أسن مني و كانت له صحبة فهذا اعتراف منه بعدم الصحبة۔"

(عمدۃ القاری ، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت : ج 18 ص 248)

"جب مروان نے خلافت کا مطالبہ کیا تو لوگوں نے اس کے سامنے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو اس نے کہا کہ ابنِ عمر مجھ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والے نہیں ہیں (العیاذ باللہ) ہاں! عمر میں مجھ سے بڑے ہیں اور انہیں شرفِ صحابیت حاصل ہے ۔ یہ مروان کی جانب سے صحابی نہ ہونے کا اعتراف ہے ۔"[26]

تلك عشرة كاملة

اگر ہاشمی صاحب کا طائفہ کثیرہ اس سے بڑا ہے تو ان سے بصد ادب گزارش ہے کہ وہ اس سے زیادہ افراد اور ان کے اقوال (معرفتِ صحابی کے مذکورہ بالا 5 اصولوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے) مروان کی صحابیت پر پیش فرما کر ممنون فرمائیں ۔

خیانت نمبر (31) :

26 - مروان کے اپنے اعتراف کے باوجود ہاشمی صاحب کی اسے صحابی ثابت کرنے کی سعی کو "مدعی سست ، گواہ چست" اور "شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار" بننے کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے؟

[Website: DifaAhleSunnat.com]

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

”یہ ملحوظ رہے کہ حضرات عبد اللہ بن جعفر ، زین العابدین ، محمد بن علی (ابن الحنفیہ) ، محمد الباقر اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سمیت اکثر اکابر قریش و بنی ہاشم نے بیعتِ یزید کو سختی سے بر قرار رکھا اور مخالفین کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تھا۔“

(سیدنا مروان بن الحکم شخصیت و کردار : ص 121)

تبصرہ :

حالانکہ ان بیعتِ یزید کو سختی سے بر قرار رکھنے والوں میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی شامل تھے لیکن موصوف یہاں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا نام شاید اس وجہ سے درج نہ کر سکے کہ کہیں کوئی قاری غلطی سے بھی ان کے اس خط کا مطالعہ نہ کر لے جو انہوں نے اپنے اس فعل پر یزید کے تعریفی خط کے جواب میں لکھا تھا۔

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نام یزید کا خط:

” أما بعد ! فقد بلغنی أن الملحد ابن الزبير دعاك إلیٰ بيعته و أنك اعتصمت ببيعتنا وفاء منك لنا فجزاك الله من ذی رحم خير ما يجزی المواصلين لأرحامهم الموفين بعهودهم فما أنسی من الأشياء فلست بناس برك و تعجيل صلتك بالذی أنت له أهل فانظر من طلع عليك من الآفاق ممن سحر هم ابن الزبير بلسانه فأعلمهم بحاله فإنهم منك أسمع الناس ولك أطوع منهم للمحل۔“

”اما بعد ! مجھے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ملحد ابنِ زبیر نے

آپ کو اپنی بیعت کی دعوت دی تھی لیکن آپ ہم سے وفا کرتے ہوئے ہماری بیعت پر قائم رہے ۔ اللہ آپ کو وہ بہترین بدلہ دے جو وہ صلہ رحمی کرنے والوں اور عہد نبھانے والوں کو دیتا ہے ۔ لہٰذا میں کچھ بھی بھول جاؤں لیکن آپ سے حسنِ سلوک اور آپ کو آپ کے شایانِ شان صلے کا فوری بندوبست نہیں بھول سکتا ۔ اب ذرا یہ مہربانی فرمائیے کہ باہر سے وہ لوگ جن پر ابنِ زبیر نے اپنی زبان کا جادو چلا دیا ہے ، آپ کے پاس آئیں تو آپ انہیں اس کے حال سے آگاہ فرما دیا کریں کیونکہ لوگ اس حرم کو حلال کرنے والے کی نسبت آپ کی زیادہ سنتے اور مانتے ہیں۔“

حضرت عبد اللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا یزید کو دندان شکن جواب :

” أما بعد فقد جاءنی کتابك فأما ترکی بیعة ابن الزبیر فواللہ ما أرجو بذلك برك و لا حمدك و لکن اللہ بالذی أنوی علیم و زعمت أنك لست بناس بری فاحبس أیها الانسان برك عنی فإنی حابس عنك بری و سألت أن أحبب الناس إلیك و أبغضهم و أخذلهم لابن الزبیر فلا و لا سرور و لا کرامة کیف و قد قتلت حسینا و فتیان عبد المطلب مصابیح الهدیٰ و نجوم الأعلام غادرتهم خیولك بأمرك فی صعید واحد مرملین بالدماء مسلوبین بالعراء مقتولین بالظماء لا مکفنین و لا مسودین تسفی علیهم الریاح و ینشی بهم عرج البطاح حتیٰ أتاح اللہ بقوم لم یشرکوا فی دمائهم کفنوهم و أجنوهم و بی و بهم لو عزت و جلست مجلسك الذی جلست فما أنسی من الأشیاء فلست بناس اطرادك حسینا من حرم رسول اللہ إلیٰ حرم اللہ و تسییرك الخیول إلیه فما زلت بذلك حتیٰ أشخصته إلی العراق

فخرج خائفا يترقب فنزلت به خيلك عداوة منك لله و لرسوله و لأهل بيته اللذين أذهب الله عنهم الرجس و طهر هم تطهيرا فطلب إليكم الموادعة و سألكم الرجعة فاغتنمتم قلة أنصاره و استئصال أهل بيته و تعاونتم عليه كأنكم قتلتم أهل بيت من الترك و الكفر فلا شيء أعجب عندي من طلبتك ودي و قد قتلت ولد أبي و سيفك يقطر من دمي و أنت أحد ثاري و لا يعجبك ان ظفرت بنا اليوم فلنظفرن بك يوما _والسلام ۔"

(الکامل فی التاریخ ، مطبوعہ دارِ صادر ۔ بیروت : ج 4 ص 127 ، 128)

"اما بعد ! میرے پاس تمہارا خط آیا ۔ جہاں تک میرے ابنِ زبیر کی بیعت نہ کرنے کی بات ہے ، تو میں اس سے تمہارے حسنِ سلوک اور تعریف کی امید نہیں کرتا بلکہ اللہ ہی میری نیت کو جانتا ہے ۔ اور تمہارا یہ خیال ہے کہ تم مجھ سے حسنِ سلوک کو فراموش نہیں کرو گے سو اے شخص ! تم اپنا حسنِ سلوک اپنے پاس رکھو کیونکہ میں تم سے اپنا حسنِ سلوک روا نہیں رکھنا چاہتا ۔

نیز تم نے مجھ سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ میں لوگوں کے دلوں میں تمہاری محبت اور ابنِ زبیر سے نفرت اور عدمِ تعاون کے جذبات پیدا کروں تو یہ نہیں ہو گا ۔ نہ تو مجھے اس سے خوشی ہوئی ہے اور نہ یہ میرے لیے باعثِ عزت ہے ۔ اور بھلا یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ تم حسین اور خاندانِ عبد المطلب کے ان نوجوانوں کو قتل کر چکے ہو جو ہدایت کے چراغ تھے اور نامور شخصیات میں ستاروں کی حیثیت رکھتے تھے تمہارے سواروں نے تمہارے حکم سے انہیں ایک کھلے میدان میں اس حال میں چھوڑا کہ وہ خون میں لت پت تھے ، جو کچھ ان کے بدن پر تھا

[Website: DifaAhleSunnat.com]

چھینا جا چکا تھا ، انہیں پیاسا مارا گیا اور بلا کفن دفن چھوڑ دیا گیا ، ہوائیں ان پر خاک ڈالتی رہیں اور دبلے بجو ان پر آتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے ایک قوم کو جو ان کے قتل میں شریک نہ تھی ، توفیق دی اور انہوں نے ان کے کفن دفن کا انتظام کیا ۔

اور اگر تو معزز ہے اور اپنی نشست پر براجمان ہے تو یہ میری اور ان کی بدولت ہی ہے ۔ سو میں سب بھول سکتا ہوں مگر تمہارا حسین کو اللہ ، اس کے رسول ﷺ اور اہلِ بیت جن سے اللہ نے آلائش دور کر دی اور انہیں خوب پاک صاف فرما دیا ، سے دشمنی کے باعث حرمِ نبوی سے حرم الٰہی کی طرف نکالنا اور ان کو عراق لے آنے تک مسلسل ان کی طرف اپنے سوار بھیجنا نہیں بھول سکتا ۔ سو وہ اس حال میں نکلے کہ انہیں دھڑکا لگا ہوا تھا چنانچہ تیرے سواروں نے انہیں جا لیا ۔ پھر انہوں نے تم سے امان طلب کی اور واپسی کا سوال کیا مگر تم نے ان کے مدد گاروں کی قلت اور ان کے گھر والوں کو ختم کرنے کے موقع کو غنیمت جانا اور یوں ان پر ٹوٹ پڑے گویا کہ تم ترکوں اور کافروں کے خاندان کو قتل کر رہے ہو ۔

لہٰذا میرے لیے مجھ سے تمہاری مودت طلبی سے زیادہ تعجب خیز بات کوئی نہیں ہے کیونکہ تم نے میرے باپ کے خاندان کو قتل کیا ہے اور تمہاری تلوار سے میرے خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں اور تم میرے ایک مدعا علیہ ہو ۔

اگر آج تم ہم پر فتح یاب ہو گئے ہو تو گھمنڈ مت کرو کیونکہ ایک دن ہم بھی تم پر فتح پا لیں گے ۔۔۔۔ والسلام

[Website: DifaAhleSunnat.com]

خیانت نمبر (32) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

”اس اثناء میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بھی اپنی خلافت کے استحکام میں کوشاں رہے ۔ لیکن حجاز و عراق کے سوا ان کی خلافت کو کسی نے تسلیم نہیں کیا ۔ اور عراق میں بھی ان کی کامیابی جزوی اور فوجی قبضے کے سوا کچھ نہ تھی ۔ ان کے مخالفین کی تعداد بہت زیادہ تھی ۔ اس وقت حضرت مروان بن الحکم نے جو ایک تجربہ کار ، مدبر اور مقبول آدمی تھے ، مدینے سے دمشق آ کر لوگوں سے اپنی خلافت کی بیعت لی اور لوگوں نے بخوشی انہیں اپنا خلیفہ بنا لیا ۔“

(سیدنا مروان بن الحکم شخصیت و کردار : ص 123)

تبصرہ :

جبکہ حافظ ابنِ کثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

”فلم يزل عبيد الله بن زياد و الحصين بن نمير بمروان بن الحكم يحسنون له أن يتولى ، حتىٰ ثنوه عن رأيه و حذروه من دخول سلطان ابن الزبير و ملكه إلىٰ الشام ، و قالوا له : أنت شيخ قريش و سيدها : فأنت أحق بهذا الامر ۔ فرجع عن البيعة لابن الزبير ، و خاف ابن زياد الهلاك إن تولى غير بني أمية ، فعند ذلك التف هؤلاء كلهم مع قومه بني أمية و مع أهل اليمن علىٰ مروان، فوافقهم علىٰ ما أرادوا ، و جعل يقول ما فات شئ ۔“

(البدایہ و النہایہ ، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور : جزء 8 ص 639)

”عبید اللہ بن زیاد اور حصین بن نمیر مسلسل مروان بن الحکم کے لیے اس کے امارت سنبھالنے کو خوش نما انداز میں پیش کرتے رہے

حتیٰ کہ انہوں نے اسے اس کی رائے سے موڑ دیا اور ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کے اقتدار اور ان کی حکومت کے شام میں داخل ہو جانے سے خوف زدہ کر دیا نیز اسے کہا کہ آپ قریش کے بزرگ اور سردار ہیں لہٰذا آپ اس امرِ خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔چنانچہ اس نے ابنِ زبیر رضی اللہ عنہ کی بیعت (کے ارادے) سے رجوع کر لیا۔ اور بنی امیہ کے علاوہ کسی کے امیر بن جانے میں ابنِ زیاد کو ہلاکت کا خوف تھا۔ اس موقع پر یہ سب اس کی قوم بنی امیہ اور اہلِ یمن کے ہمراہ مروان کے پاس سمٹ آئے اور اس نے ان کے ارادے سے اتفاق کر لیا اور کہنے لگا (ابھی) کچھ ضائع نہیں ہوا۔ ''

" ثم هو كان الامام بعد موت معاوية بن يزيد لا محالة، و هو أرشد من مروان بن الحكم، حيث نازعه بعد أن اجتمعت الكلمة عليه، و قامت البيعة له في الآفاق و انتظم له الامر و الله أعلم. "

(البدایہ و النہایہ ، مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور : جزء 8 ص 744)

''پھر معاویہ بن یزید کی موت کے بعد لا محالہ وہی امام تھے اور وہ مروان بن الحکم سے زیادہ بہتر تھے جبکہ ان پر اتفاق ہونے ، ہر طرف ان کی بیعت قائم ہو چکنے اور ان کے لیے حکومت کا انتظام ہو جانے کے بعد اس نے ان سے جھگڑا کر دیا۔''

خیانت نمبر (33) :

ہاشمی صاحب لکھتے ہیں :

امام ذہبی (م748ھ) رقم طراز ہیں کہ :وقال قبيصة بن جابر : قلت لمعاوية من ترى للامر بعدك فسمى رجالا ثم قال : و أما القار

(لکتاب اللہ) الفقیہ (فی دین اللہ) الشدید (فی حدود اللہ) ، مروان۔" (سیر اعلام النبلاء ، الجزء الثالث ۔ص 477 ، البدایہ و النھایہ : ج 8 ص 257) حضرت قبیصہ بن جابر نے کہا کہ میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ اپنے بعد کس کو جا نشین نامزد کرنے کا خیال ہے ؟ تو انہوں نے چند آدمیوں کے نام لینے کے بعد حضرت مروان کے متعلق فرمایا : یہ کتاب اللہ کے قاری ہیں ، اللہ کے دین کے فقیہ اور اللہ کی حدود قائم کرنے میں شدید ہیں ۔"

(سیدنا مروان بن الحکم شخصیت و کردار : ص 134)

تبصرہ :

حالانکہ اس کے راوی عبد الملک بن عمیر کے بارے میں حافظ ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :

"وقال إسحاق بن منصور: ضعفه أحمد جدا۔"

(تہذیب التہذیب ، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ : ج 3 ص 620)

"اسحاق بن منصور فرماتے ہیں کہ احمد (احمد بن حنبل رحمہ اللہ) نے اسے بہت ضعیف قرار دیا ہے ۔"

"وكان مدلسا۔"

(تہذیب التہذیب ، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ : ج 3 ص 620)

"اور وہ مدلس تھا ۔"

☆-----☆-----☆

آخری گزارش

گزشتہ صفحات میں آپ جناب پروفیسر قاضی طاہر علی الہاشمی صاحب کی علمی دیانت ، تحقیقی متانت ، دِقتِ نظر ، سلاستِ فکر ، غزارتِ علم اور وسعتِ فہم کا بخوبی مشاہدہ فرما چکے ہوں گے اور موصوف کی بے باک ، حق گویانہ صداقت سے بھی آپ کا فی حد تک آگاہی حاصل ہو چکی ہو گی ۔ اب آپ اس بات کا خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ کیا اس علمی اور تحقیقی حدودِ اربعہ کے حامل فاضل محقق صاحب کو یہ حق دیا جا سکتا ہے کہ وہ ان ہستیوں پر بڑے دھڑلے سے گستاخی صحابہ سمیت دیگر بے بنیاد الزامات لگاتا پھرے جن کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے

ان عد اهل التقى كانوا ائمتهم

او قيل من خير الارض قيل هم

کیا یہ وکیلِ صحابہ واقعی یہ حیثیت رکھتے ہیں کہ ان کی بے سر و پا نام نہاد تحقیقات کو بسر و چشم قبول کر کے اکابرینِ اہل سنت کے خلاف بد زبانی کا ایک تباہ کن سلسلہ شروع کر دیا جائے ؟ اگر حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی ، حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ، مولانا رشید احمد گنگوہی ، مولانا محمد قاسم نانوتوی ، مولانا اشرف علی تھانوی ، مولانا عبد الشکور لکھنوی ، مولانا قاضی مظہر حسین ، مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی نور اللہ مراقدہم جیسے رافضیت شکن اساطینِ امت بھی بقول موصوف سبائی اثرات سے خود کو محفوظ نہ رکھ سکے تو اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ ہاشمی صاحب خود کو خارجی اور ناصبی متعفن افکار سے محفوظ رکھے ہوئے ہیں؟

[Website: DifaAhleSunnat.com]

نہیں! ہر گز نہیں! ہاشمی صاحب موجودہ دور میں سو فیصد محمود احمد عباسی کے فکری جانشین کا کردار ادا کر رہے ہیں لیکن انہوں نے اپنے اس کردار کو سبائی قوم سے مستعار لی ہوئی تقیہ، دجل، تلبیس اور ہیرا پھیری کی بدبودار چادروں میں چھپا رکھا ہے۔ لہٰذا یہ فتنہ عباسی فتنے سے زیادہ خطرناک ہے۔ خداوندِ کریم سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے فضل و کرم سے اپنے اکابر کے سلسلۃ الذہب سے جوڑے رکھے اور ان کی عبقری ذوات اور حقانی تعلیمات پر اعتماد کی دولت سے محروم نہ فرمائے کہ اس کا انجام گمراہیوں کی وادئ تیہ میں بھٹکنے کے سوا کچھ نہیں۔

آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محتاجِ دعا

محمد اُسامہ حنفی

[Website: DifaAhleSunnat.com]

تبصرہ

ماہنامہ ”الخیر“ ملتان (دسمبر2020ء)

اسلام کی خوبی توسط و اعتدال ہے اور ہر معاملے میں افراط و تفریط سے بچتے ہوئے راہِ اعتدال اختیار کرنا اہل سنت و جماعت کی امتیازی شان اور خصوصی وصف ہے۔ جس فرد یا گروہ نے بھی اعتدال و توسط کی راہ کو چھوڑا ہے، وہ ضلالت اور گمراہی کی کھائیوں میں جا گرا۔

حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین معیارِ حق اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد روئے زمین کے سب سے برگزیدہ انسان ہیں۔ اس پر اہل سنت و جماعت کا اتفاق ہے لیکن بعض لوگوں نے حب و دفاعِ صحابہ کی آڑ میں اہل سنت و جماعت کی محترم شخصیات کے خلاف محاذ قائم کر کے عوام الناس کو ان کے اسلاف و اکابر سے متنفر کرنے کی روش اختیار کر رکھی ہے۔ انہی لوگوں میں پروفیسر طاہر علی الہاشمی کا بھی شمار ہوتا ہے جنہوں نے اپنی تالیفات میں ایسے بزرگوں پر بھی سبائیت سے متاثر ہونے کا الزام عائد کیا ہے جن کی ساری زندگی رفض و سبائیت کے خلاف علمی کام کرتے ہوئے گزری ہے۔

عزیزم محمد اُسامہ حنفی نے پروفیسر طاہر علی ہاشمی کی دو کتابوں پر بے لاگ تنقید کرتے ہوئے موصوف کی علمی خیانتوں اور تصنیفی بددیانتیوں کا پردہ چاک کیا ہے تاکہ عوام الناس موصوف کے دجل سے واقف ہو جائیں اور اس کے فریب میں پھنسنے سے بچ جائیں۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]

تبصرہ

ماہنامہ ”لولاک ــــ“ ملتان (مارچ 2021ء)

حویلیاں کے پروفیسر طاہر ہاشمی نے ”سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقدین“ نامی کتاب لکھی جس میں محدث عبد الرزاق ، امام طبری ، امام رازی ، حضرت حاکم نیشاپوری ، صاحبِ ہدایہ علامہ مرغینانی ، علامہ تفتازانی ، علامہ جامی ، حضرت ملا علی قاری، شاہ عبدالحق محدث دہلوی، صاحبِ نورالانوار ملاجیون ، قاضی ثناءاللہ پانی پتی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت سید انور شاہ، مفتی کفایت اللہ ، مولانا عبدالشکور لکھنوی، قاضی مظہر حسین اور مولانا اوکاڑوی (رحمہم اللہ تعالیٰ) سمیت 40 سے زیادہ حضرات کی عبارتوں سے کشید کیا کہ وہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے ناقد تھے۔ ان کی اس کتاب کے جواب میں جناب محمد اُسامہ نے جناب ہاشمی صاحب کی علمی خیانتوں کے عنوان سے 33 خیانتیں جمع کی ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد انور اوکاڑوی اور حضرت مولانا محمد الیاس گھمن کی تقاریظ بھی شاملِ اشاعت ہیں۔

جناب ہاشمی نے اپنی کتاب میں مذکورہ بالا اکابر کو سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا ناقد ثابت کرنے کی کوشش میں نامعلوم سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دفاع کیا ہے یا ان کے مخالفین کو ہتھیار مہیا کیا ہے کہ یہ سب حضرات اکابر سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے خلاف تھے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے اسے کیا کہیے

بہرحال زیرِ نظر کتاب کے نوجوان عالم مصنف کی محنت قابلِ داد ہے۔ محبتِ اہلِ بیت کے نام پر صحابہ کرام سے اور دفاعِ صحابہ کرام کے نام پر اہلِ بیت سے ذرہ برابر

[Website: DifaAhleSunnat.com]

بے انصافی ایمان کے لیے دیمک سے خطرناک ہے۔اکابر سے محبت واعتماد ہی صحیح راستے پر چلنے کی توفیق ارزانی کا باعث ہے۔ ورنہ جناب چتروڑی صاحب امام بخاری کے خلاف اور جناب ہاشمی صاحب راویٔ بخاری محدث عبدالرزاق، محدث دہلوی، صاحبِ ہدایہ، صاحبِ نورالانوار، یاملا علی قاری کے خلاف خامہ فرسائی کریں تو جائے تعجب نہیں ہونا چاہیے۔

[Website: DifaAhleSunnat.com]